مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

جولائی سنہ ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

وفا ۱۳۶۵ ہش

جولائی ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:- قاضی منیر احمد

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

کتابت:- حمید الدین

فہرست

جلد نمبر ۲۷

شمارہ نمبر ۷

شرح چندہ

پاکستان	ـــــــ	بیس روپے سالانہ
امریکہ، کینیڈا، جزائر فجی	بذریعہ ہوائی ڈاک	پندرہ ڈالر ؍؍
	؍؍ بحری ؍؍	آٹھ ؍؍ ؍؍
دیگر ممالک	؍؍ ہوائی ؍؍	چھ پونڈ ؍؍
	؍؍ بحری ؍؍	تین ؍؍ ؍؍

قیمت فی پرچہ :- دو روپے

ادا ریہ

اے بادِ صبا! پیغام لئے جا!

مثنوی مولانا روم میں ایک تمثیل بیان ہوئی ہے "ایک سوداگر نے ایک طوطا قید کر رکھا تھا جب وہ ایک سفر پر روانہ ہونے لگا تو اس نے طوطے سے کہا کہ بتلا تیرے لئے کیا تحفہ لاؤں۔ اس طوطے نے رنجیدہ وغمزدہ ہو کر کہا کہ جہاں بہت سے طوطے ہوں وہاں میری حالتِ زار کا نقشہ کھینچنا کہ فلاں طوطا جو اپنے مرکز سے جہاں تم سب اکٹھے ہو قلبی لگاؤ رکھتا ہے۔ اس کی دید کا پیاسا ہے اور اسکے ہجر میں گھائل ہے لیکن وہ گردشِ فلک سے پابندِ سلاسل ہے۔ اس نے اپنے دل کی گہرائیوں سے محبّت وپیار سے لبریز اور جذبات سے رقّت آمیز سلام کا تحفہ بھیجا ہے اور انصاف چاہا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ تمہارے فراق میں اپنی جان سے کھیل جائے۔ اور یہ تم روا سمجھتے ہو کہ مَیں سخت قید و بند کی صعوبتیں برداشت کروں اور تم کبھی سبزہ پر اور کبھی درخت پر بیٹھتے ہو۔ دوستوں کی یہ وفاداری ہے کہ مَیں قفس کا ہو رہوں اور تم باغوں میں آزاد پھرو۔ اس سوداگر نے اس طوطے کا پیغام لے جا کر جب ان طوطوں کو پہنچایا اس داستانِ جاں گداز سے گو ہر طوطا لرز اُٹھا لیکن ایک طوطے نے اتنا اثر لیا کہ وہ پھڑک کر گر پڑا اور غم سے نڈھال ہو کر موت کی کیفیّت وارد کر لی۔"

اِس تمثیل میں ایک مجبور و مہجور، رنجیدہ وغمزدہ، ستم رسیدہ وبال وپَر بریدہ رُوح کی وارداتِ جاں گسل کی ترجمانی کی ہے جو شمع اور شمع کے گرد طواف کرنے والے پروانوں کی فدائیت پر فرحاں ونازاں بھی ہیں اور اپنی مجبوری وبے بسی پر گریاں وبریاں بھی!

محبّت وپیار کے انداز ہی نرالے ہیں، عشق وجذب کے پیمانے ہی اَور ہیں، محویّت وفنا کا سماں ہی انوکھا ہے کہ ادھر ایک ایک رُوح تڑپتی ہے اور اپنے ہجر و فراق کی دلدوز فریاد سُناتی ہے اور ادھر طیور کو درسِ وفا سکھانے والا ایک وجود ہر داستانِ غم پر موت کی کیفیّت میں مبتلا ہوتا ہے اور اس غمزدہ رُوح سے بھی زیادہ غم کو اپنے دامن میں سمیٹتا ہے اس کی وسیع القلبی تو دیکھ، اس کی فراخ حوصلگی تو ملاحظہ کر!! اس کی خاموش مسکراہٹ کو تو آرام سے تعبیر کرتا ہے ذرا باطن میں تو جھانک!! کس قدر آتش فشاں پہاڑ اُبل رہے ہیں، کس قدر سمندر کے طوفان مچل رہے ہیں۔

اِس لئے اے شمع تُو کتنی بابرکت ہے جو خود تو جلتی ہے لیکن دوسروں کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوتی ہے اور اے پروانو تمہاری قسمت پر بھی سارا عالم رشک کر رہا ہے کہ جس کی محبت میں ایسی عظیم الشان شمع پگھلتی ہے جس کا نور، نورِ الٰہی سے مستفاض ہے۔

ایک دفعہ پھر انتشارِ نورانیت اور انابتِ الی اللہ کے دن قریب آ رہے ہیں، نسیم رحمت کے جھونکے گردش میں آنے لگے ہیں اور حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ان ایام کے بارہ میں دعاؤں کی گھٹائیں چھانے لگی ہیں۔ رُوحانیت کی بہاریں اپنا دامن پھیلانے لگی ہیں اور گلشنِ احمدیت پر نکھار آنے لگا ہے۔

بڑے ہی خوش قسمت ہیں جو ان فضاؤں سے براہِ راست لذت یاب ہو رہے ہیں، جو خوشبودار خنک ہواؤں سے اپنے مشامِ رُوح کو معطر کر رہے ہیں اور جو ان رُوح پرور نظاروں سے اپنے قلب و نظر کی رُوحانی بالیدگی کے سامان مہیّا کر رہے ہیں۔

اور بڑے ہی قابلِ رحم ہیں تپتی ہواؤں کے وہ جھلسے ہوئے خزاں رسیدہ برگ جو اپنا دامن پھیلائے، ابرِ بہار کے لئے تشنہ لب آرزو لئے، لذّتِ دیدار کے لئے مچلتی تمنا لئے .... سِسک رہے ہیں۔ بلک رہے ہیں۔

اے بادِ صبا! پیغام لئے جا!!

○

عزمِ راسخ، سعیٔ پیہم کی جزا
منزلِ مقصود۔ اپنا منتہا
دین و دُنیا، یہ جہاں یا وہ جہاں
لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی

(عبدالمنان ناہید)

خلاصہ خطبات حضرت امام جماعت احمدیہ

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ مئی ۱۹۸۶ء

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورہ بقرہ کی آیت ۱۸۶، ۱۸۷ کی تلاوت فرمائی اور بتایا کہ اُنْزِلَ فِیْہِ کے ترجمہ کے متعلق مفسرین کو یہ دقت ہوئی ہے کہ قرآن کریم تو ۲۳ سال میں نازل ہوا ہے تو اس کا کیا مطلب کہ رمضان کے مہینہ میں نازل ہوا ہے اور پھر انہوں نے اس کا حل یہ پیش کیا کہ اس کا آغاز رمضان میں ہوا تھا اور دوسرے یہ بھی کہ جبرائیل ہر رمضان میں قرآن کریم کی دہرائی کرواتے تھے۔ اس لحاظ سے یہ ترجمہ کہ اس میں قرآن کریم نازل ہوا ہے لفظاً لفظاً بھی درست ہے۔

فرمایا: آخری آیت کے متعلق بعض مفسرین نے کچھ دقت محسوس کی ہے اور مختلف رنگ میں اس کا حل بھی پیش کیا گیا ہے کہ اے محمدؐ! جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو میں قریب ہوں اور جب پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کا جواب دیتا ہوں، اس کے متعلق یہ دقت محسوس کی گئی کہ ہر دعا تو قبول نہیں ہوتی اور بہت سے پکارنے والے ایسے بھی ہیں جو جنگلوں میں، شہروں میں، ویرانوں میں اپنی دانست میں خدا کو پکارتے رہے اور کوئی جواب نہ پا کر بالآخر دہریہ ہو گئے۔

فرمایا: اس کا ایک حل یہ پیش کیا گیا کہ یہ آیت ابھی جاری ہے اور یہ تو ایک ٹکڑا ہے آیت کا۔ اس کو دوسرے ٹکڑے سے ملا کر پڑھیں تو پھر سمجھ آئے گی فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ۔ پس چاہیئے کہ میرے حضور دعا کرنے والا میری باتوں کو بھی تو سنے۔ جو ہدایت میں دیتا ہوں اس پر بھی عمل کرے اور مجھ پر ایمان بھی لائے تاکہ وہ ہدایت پائے۔

فرمایا: فَلْیَسْتَجِیْبُوْا شرط کے معنے رکھتا ہے کہ میں دعا قبول کرتا ہوں بلکہ ہمیشہ قریب رہتا ہوں اور کوئی حالت ایسی نہیں آتی کہ میں بندے سے دور ہوں اور اُسے یہ خطرہ ہو کہ میری آواز اس تک نہیں پہنچ رہی اور پیشتر اس کے کہ میری آواز اس تک پہنچ سکے میں ہلاک ہو جاؤں گا۔

فرمایا: پس شرط یہ ہے کہ تم میری باتوں کو سُنو اور میری باتوں کا جواب دو۔ اگر تم جواب نہیں دیتے، مَیں تمہیں پکارتا ہوں تو تم لبّیک نہیں کہتے، مَیں تمہیں ہدایت کے رستوں پر چلنے کا حکم دیتا ہوں اور تم مُنہ پھیر کر دوسری طرف چلے جاتے ہو تو مجھ سے کیا توقع رکھتے ہو کہ جب تمہیں ضرورت پڑے تو مَیں جواب دوں۔

فرمایا: یہ جو مضمون بیان ہوُا ہے اس کی صورت اس قسم کی ہے کہ نوکر تو مالک کا جواب نہ دے، غلام تو مالک کی باتیں سُننے اور اَن سُنی کر دے۔ اور جب نوکر کو مالک کی ضرورت پڑے تو اس کو یہ توقع ہو کہ میری ایک ہی آواز پر وہ دوڑتا ہوُا چلا آئے گا۔ اگر یہ ممکن ہے تو پھر ایسے دعا کرنے والے بیشک خدا سے جو چاہیں توقعات رکھیں لیکن بندے کا سلوک یہ بتائے گا کہ کس حد تک دعا مستجاب ہوتی ہے اور بندے کا قُرب یہ بتائے گا کہ کس حد تک خدا اس کے قریب ہے۔

فرمایا: یہ دُو پہلو اگر اچھی طرح سمجھ لئے جاویں تو لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ کا مضمون مکمل ہو جاتا ہے پھر انسان مکمل طور پر ہدایت پا جاتا ہے۔ فرمایا: میرے نزدیک فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ میں خدا تعالیٰ کی شانِ رحمت اور شانِ کریمی اتنی وسیع ہے کہ ہر بات میں اس کی اطاعت نہ بھی کرو تب بھی بعض اوقات ایک نیکی کی وجہ سے قبولیّتِ دعا کا فیض انسان کو پہنچ سکتا ہے اور پہنچتا رہتا ہے ورنہ کروڑہا بندے جو گناہوں میں ملوّث رہتے ہیں ان کی ایک دعا بھی قبول نہیں ہونی چاہیئے تھی۔ پس اللہ تعالیٰ سے دعا کی قبولیت میں مایوسی کی ضرورت نہیں لیکن ادنیٰ پہ راضی نہ رہو۔ چابی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمارے ہاتھوں میں دے دی اب اس عقدہ کشائی کا کام ہمارے ذمّہ ہے۔ جتنا زیادہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور امنّا وصدّقنا، سمعنا واطعنا کہتے ہوئے حاضر رہیں گے اتنا ہی زیادہ ہماری دعاؤں میں قوّت پیدا ہوتی چلی جائے گی۔

فرمایا: یہی حال قریب کا ہے کہ فرماتا ہے کہ مَیں تو بہر حال قریب ہوں اگر تمہاری بات نہیں مانی جاتی تو تم بعید ہو تمہیں اپنی فکر کرنی چاہیئے۔ اگر تم میری طرف متوجہ ہو گے تو روحانی معنوں میں تم میرے قریب آجاؤ گے اور اگر عدم توجہ کرو گے تو دُور ہٹتے چلے جاؤ گے۔ خدا تعالیٰ کے قریب ہونے کے نتیجہ میں نہ صرف دعائیں قبول ہوتی ہیں بلکہ اس کا قُرب بذاتِ خود اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ کا ثبوت ہے اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ کی تفسیر میں یہ نکتہ ہمیں بتایا کہ اس کا بنیادی اور حقیقی معنیٰ یہ ہے کہ تم خدا سے خدا کو مانگو، اُس کی تمنّا کرو، اسے چاہو تو تم پھر دیکھو گے کہ وہ تمہارے قریب ہے اور جتنی تمنّا ہو گی اتنا ہی زیادہ قریب محسوس کرو گے۔ سب کچھ

مانگ لو گے اگر خدا سے خدا کو مانگ لو گے۔

پس اِس رمضانِ مبارک میں سب دعاؤں سے بڑھ کر اِس دعا کو اہمیت دیں کہ ہمیں خدا وہ استجابت بخشے جس کے نتیجہ میں وہ دعائیں قبول فرماتا ہے یعنی خدا کے ارشادات کی استجابت ہمیں عطا کرے تاکہ ہماری دعاؤں کو اس کے حضور استجابت عطا ہو اور ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ اس کی تمنا کریں اور یہ توفیق بھی اسی سے مانگنی پڑے گی اور اس کے حضور دعائیں کرنی پڑیں گی۔

اِس کے علاوہ حضور نے ایک اہم دعا کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ تمام احمدی گھروں کو اِس دعا کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔

اور فرمایا: یہ دعا عورتوں اور مردوں سب کے لئے ہے اِس سے ایسے مسائل بھی حل ہو جاتے ہیں جن کا کوئی حل نظر نہیں آتا۔ اِس کے علاوہ حضور نے تمام بنی نوع انسان، عالَمِ اسلام اور احمدیت، واقفینِ زندگی اور ان کے عزیز و اقارب، خادمانِ احمدیت، داعیانِ اِلی اللہ، مالی قربانی کرنے والوں، فدائیانِ احمدیت، اسیرانِ راہِ مولیٰ اور وہ لوگ جو حقوق سے محروم کئے گئے ہیں، بیوگان اور یتامیٰ، ہر قسم کے مریضوں کے لئے، بے روزگاروں کے لئے بھی اِس رمضان میں دعاؤں کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے اور خصوصیت سے پاکستان کے حالات کے پیشِ نظر احمدیت کے لئے دعا کے لئے فرمایا ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کرے ہم رمضان کے سارے تقاضے پورے کرنے والے ہوں اور اس رمضان سے ہم بالکل نئی کیفیت کے ساتھ نکلیں کیونکہ روحانی تبدیلیوں کے لئے رمضان سے بہتر کوئی موسم نہیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ مئی ۱۹۸۶ء

تشہد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورہ آلِ عمران کی آیات ۱۷۴ تا ۱۶۷ کی تلاوت فرمائی اور سکھر میں دو مخلص احمدیوں سید قمر الحق صاحب اور خالد سلیمان صاحب کے قتل اور کوئٹہ میں احمدیہ دار الذکر پر حملہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کوئٹہ میں ہزار ڈیڑھ ہزار کے مجمع نے احمدیہ دار الذکر پر حملہ کیا اور پولیس کی موجودگی میں پتھراؤ کیا۔ وہاں موجود احمدیوں کو قید اور قتل کی دھمکیاں دیں اور پانچ کو زخمی کر دیا اور باقی موجود احمدیوں کو قید کر کے دار الذکر کو مقفّل کر دیا گیا اور حملہ آوروں میں سے کسی کو قید نہیں کیا گیا۔

فرمایا: یہ جو آیات مَیں نے تلاوت کی ہیں ان میں ایک ہی تسلسل میں ان دونوں واقعات سے متعلق قرآن کریم مضمون بیان کرتا ہے۔ ان میں ایک ہی مقام پر شہادت کے مضمون کو بھی بیان فرما دیا ہے اور ان لوگوں کے حال کو بھی کھول کے رکھ دیا ہے جن کو ڈرایا جاتا تھا کہ ہم حملہ آور ہونے والے ہیں تمہارے لئے خطرات لاحق ہیں اس لئے اپنے دین سے، اپنے مؤقف سے ہٹ جاؤ۔ بعد ازاں مذکورہ آیات کا حضورِ انور نے تشریح کے ساتھ بصیرت افروز ترجمہ بیان فرمایا اور فرمایا یہ مضمون تو بڑا واضح ہے لیکن اس میں ایک دو پہلو وضاحت طلب ہیں۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ میں لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ کی تو مومن کو بڑی کھلی کھلی سمجھ آجاتی ہے۔ آج پاکستان کے سارے احمدی بلا امتیاز خوف سے بالکل عاری ہیں اور جن پر ابتلاء کا یہ دور گزر رہا ہے ان کی طرف سے مسلسل یہ اطلاعیں مل رہی ہیں کہ ہمارے بارے میں بالکل کسی قسم کا غم نہ کریں۔ وہ سارے یہ فیصلے کر چکے ہیں اور یہ عزم دلوں میں بٹھا چکے ہیں کہ خدا کی راہ میں جو کچھ قربان ہو سکتا ہے وہ قربان کر دیں گے۔

فرمایا: جب ایک دفعہ کوئی قوم قربانی کے اس معیار پر پوری اُتر چکی ہو اور ہر قسم کے خطرات کو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کی جرأت رکھتی ہو ان کو موت یا کوئی اَور خوف کیسے ڈرا سکتے ہیں۔ ان کی کیفیت تو جنگِ بدر کے تین سو تیرہ صحابہؓ کی طرح ہے جن کے متعلق ایک کافر نے یہ گواہی دی تھی جو اُن کی طاقت کا اندازہ لگانے کے لئے بھجوایا گیا تھا کہ دیکھو! مَیں وہاں بظاہر بہت ہی کمزوری کی حالت میں تین سو کے لگ بھگ افراد کو دیکھ کر آیا ہوں لیکن ایک بات مَیں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ غالب وہ آئیں گے اور شکست تم کھاؤ گے کیونکہ مَیں وہاں تین سو تیرہ زندہ نہیں تین سو تیرہ موتیں دیکھ کر آیا ہوں ان میں سے ہر ایک کی پیشانی پر یہ عہد لکھا ہوا ہے کہ ہم اِس راہ میں مر جائیں گے اور ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

فرمایا: اِس سے یہ بات تو بڑی کھلی کھلی نظر آجاتی ہے کہ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ ان پر کوئی خوف نہیں۔ جہاں تک شہداء کے پسماندگان کا تعلق ہے وہ دُکھ محسوس کرتے ہیں اور خود حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی یہ دُکھ بئرِ معونہ پر ستر قُراء کی شہادت کے وقت محسوس فرمایا اور تیس دن تک بڑی گریہ وزاری کے ساتھ ان کے متعلق دعائیں کرتے رہے۔ فرمایا: تو وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کا کیا مطلب ہے جو حالات اور واقعات کے مطابق درست ٹھہرے۔ فرمایا: اس کے دو پہلو ہیں اوّل یہ کہ یہ بیان قربانی کرنے والوں کے متعلق ہے پیچھے رہنے والوں کے متعلق نہیں۔ جو قربانی میں سے گزر رہے ہوتے ہیں ان کو کوئی خوف نہیں ہوتا اور ان کو کوئی غم نہیں ہوتا وہ قربانی دیتے ہیں اور اس کے باوجود قربانی کا شوق پہلے سے

بڑھ جاتا ہے۔ دوسرے معنیٰ یہ ہیں کہ ان کے پسماندگان پر اللہ تعالیٰ اپنے فضل نازل فرماتا ہے ان کے غم کو عارضی کر کے دکھا دیتا ہے۔ قربانی کرنے والوں کی اولادوں پر نسلاً بعد نسلٍ اتنے فضل نازل فرماتا ہے کہ ان کی محرومی کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔

فرمایا: اس کا ایک اور مطلب یہ ہے کہ جن کے متعلق وہ حُزن محسوس کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کے متعلق خوشخبریاں دیتا ہے کہ فرحین بما اتٰھم اللہ من فضلہٖ ان کا تو حال یہ ہے کہ وہ بے انتہاء خوش ہیں تم ان کے لئے کیوں غم کرتے ہو۔ اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیثِ قدسی بیان فرمائی جس میں ایک صحابیؓ جو خدا کی راہ میں شہید ہوئے تھے ان کی حالت اور ان کی اس تمنا کا ذکر ہے کہ مجھے دوبارہ دُنیا میں لَوٹا یا جائے تاکہ پھر خدا کی راہ میں شہادت پاؤں اور فرمایا: اس سے وہ سارے پہلو روشن ہو جاتے ہیں جن کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ میں اوّل درجہ میں وہ لوگ مراد ہیں جن کو قربانی کی توفیق مل جاتی ہے جہاں تک پیچھے رہنے والوں کا تعلق ہے ان کے دل پر غم کچھ نہ کچھ ضرور اثر کرتا ہے لیکن ساتھ ہی اس کے دوسرے پہلو بھی روشن ہوئے کہ شہداء کو وہ چونکہ نعمت مل چکی ہوتی ہے اِس لئے نعمت پر ان کے مغموم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

فرمایا: وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ میں اس غم کی نفی کی گئی ہے جو جان لیوا ثابت ہوتا ہے اور ہمیشہ کے لئے اس کے ساتھ مایوسیاں چمٹ جاتی ہیں۔ شہادت پانے والوں کے لئے اِس قسم کا غم محسوس کرنا مومن کی شان نہیں۔ پھر فرمایا: جہاں تک جماعتِ احمدیہ کا تعلق ہے شہادتیں ہمارے جذبے کو اُکسانے کا موجب ہیں اور ہمیشہ اُکسانے کا موجب بنتی چلی جائیں گی۔ کوئی خوف اور غم کا تصوّر ایسا نہیں ہے جو ہمارے پائے ثبات میں لغزش پیدا کر سکے۔ ہمارے عزم کا سر ہمیشہ بلند رہے گا اور کوئی دُنیا کی طاقت نہیں جو اِس سر کو نیچا دکھا سکے۔ ایک ایک کر کے ہمارے دشمنوں کے سر جھکیں گے کچھ ندامت کے نتیجہ میں کچھ خدا کے غضب کے نازل ہونے کے نتیجہ میں لیکن ہرگز احمدی کا سر نہیں جھکے گا اِس راہ میں اَور بلند تر ہوتا چلا جائے گا۔ یہ ہمارا مقدر ہے جس کی خبر قرآن کریم نے ہمیں دی ہے۔ یہ ہمارا مقدر ہے جس کی خبر اصدق الصادقین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں عطا فرمائی ہے۔ پس ہم ان خوشخبریوں سے خوش ہیں اور خدا کی راہ میں ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔

پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شہادت کے عمل سے گزرتے ہوئے شہید کی حالت کے اظہار کیلئے حضرت سعد بن ربیع کا واقعہ بیان فرمایا جو جان کنی کی حالت میں تھے اور زخموں سے چُور تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابیؓ کے ذریعہ ان کا حال دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ خدا کے رسولوں کو جو ان کے متبعین کی قربانی اور اخلاص کی وجہ سے ثواب ملتا ہے وہ سب سے بڑھ کر خدا آپ کو دے۔ اور حضور نے فرمایا کہ اس میں ایک عظیم الشان مضمون بیان ہؤا ہے کہ جب انسان کسی کو دعائیں دیتا ہے تو اپنے محسن کو دعائیں دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعدؓ کو ایسی بے انتہاء لذت محسوس ہوئی ہے قربانی کی کہ وہ اِس انتظار میں تھے کہ کوئی موقع ملے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان اور واری واری جائیں کہ اِس قدر احسان انہوں نے کیا کہ مجھے شہادت نصیب ہوئی۔

فرمایا: اِس سے فَرِحِین کا مضمون واضح ہو جاتا ہے کہ وہ لوگ بہت ہی خوش ہوتے ہیں اور جان دینے سے پہلے بھی جانتے ہیں جیسا کہ موت سامنے کھڑی ہوتی ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ ابدی زندگی کا رستہ ہے۔ پس یہ ہے شہادت کا مضمون جسے قرآن کریم نے ایک عظیم الشان نعمت قرار دیا ہے۔

فرمایا: پس یہ نعمتیں اگر چودہ سو سال کے بعد پھر ہمارے مقدر میں لکھ دی گئی ہیں تو میں اپنی طرف سے، آپ کی طرف سے، ساری جماعت کی طرف سے خدا کے حضور یہی عرض کرتا ہوں لَبَّیْكَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ اے خدا! تو ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنی آواز کے جواب میں پکار کو قبول کرنے والوں میں سے پائے گا انکار کرنے والوں میں سے نہیں پائے گا۔ پھر حضور نے کوئٹہ میں احمدیہ دار الذکر پر حملہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دشمن نے خود ہی فتح کا جھنڈا ہمارے ہاتھوں میں تھما دیا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ دورانِ جنگ جبکہ دشمن حملہ آور ہو جس گاؤں سے اذان کی آواز آئے اس پر حملہ آور نہیں ہوتے تھے اور کفار کا یہ طریق تھا کہ جن دیہاتوں سے اذان کی آوازیں آتی ہوں ان پر حملہ آور ہوتے تھے۔ فرمایا: علماء نے پاکستان میں اس کے برعکس صورت اختیار کر لی ہے اور اسلام کا جامہ پہننے والوں کے دو مطالبے ہیں کہ اگر احمدیہ دار الذکر سے اذان کی آواز آئی تو ہم اس کو مسمار کر دیں گے اور اگر اس کا قبلہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ ہوا تو ہم اسے مسمار کر دیں گے۔

فرمایا: اس کے نتیجہ میں انہوں نے سُنّتِ نبویؐ کو جو پہلے ہی ہماری تھی ہماری جھولی میں ڈال دیا ہے اور تسلیم کر لیا ہے اور خود دشمنانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت اختیار کر لی ہے۔

اس کے بعد حضور نے جماعت احمدیہ کوئٹہ کی بہادری اور دلیری کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ یہ عجیب ابتلاء ہے جس میں ہماری جماعت کندن بن کر نکل رہی ہے۔ یہ ابتلاء ہمیں مبارک ہو۔ خدا کی رحمتوں اور فضلوں

کا یہ ابتلاء ہے جب تک وہ چاہے ہم حاضر ہیں۔ اے خدا! ہم حاضر ہیں۔ ہر قربانی کے لئے حاضر ہیں اور ساتھ یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ ہماری کمزوریوں سے درگذر فرما، عفو فرما، ہماری ستاری فرما؛ جو کمزوریاں تیری ستاری نے ڈھانپ رکھی ہیں انہیں ڈھانپے ہی رہنے دے، ہمیں دشمنوں کے سامنے ننگا نہ کرنا اور فتح کے وعدوں کو ہمارے حق میں پورا فرما اور ہمیں قیامت کے دن رسوا اور ذلیل نہ کرنا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ مئی ۱۹۸۶ء

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ مومن کی دو آیات کی تلاوت فرمائی اور بتایا کہ ان آیات کا مضمون قرآن کریم یہ بیان فرما رہا ہے کہ آغاز ہی سے انبیاء کی مخالفت کرنے والوں کا گھمنڈ اپنی طاقت پر رہا ہے اور ان کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ان کی طاقت ہوا کرتی ہے اور وہ ہمیشہ کمزوروں پر ہاتھ ڈالتے ہیں اور کمزوروں کے خلاف جہاد کی آواز بلند کرتے ہیں۔ مزید فرمایا کہ یہ مضمون سچے اور جھوٹے کے درمیان تفریق کرنے والا ہے۔ یہاں بھی آپ کو طاقت کے گھمنڈ پر جہاد کا جو تصور ملے گا وہ تصور جھوٹا ہوگا کیونکہ سارے قرآن کریم میں ایک جگہ بھی ایسا واقعہ بیان نہیں ہوا کہ انبیاء کے دشمن کمزور ہونے کے باوجود ان کو کمزور سمجھ کر ان کے خلاف عَلَمِ جہاد بلند کرتے ہیں۔ وہ ناتواں اور ضعیف ہونے کے باوجود جس چیز کو سچا سمجھتے ہیں اس کے حق میں آواز بلند کرتے ہیں بلکہ بلا استثناء جہاں بھی انبیاء کی مخالفت کا ذکر ملتا ہے وہاں مخالفت کرنے والوں کی قوت اور طاقتِ اموال اور عددی کثرت کا بھی ذکر ملتا ہے اور جہاد کے مضمون کے ساتھ کہیں طاقت کا ذکر نہیں ملتا بلکہ کمزوری کا ذکر ملتا ہے۔ فرمایا پاکستان میں جو حالات پیدا ہو رہے ہیں اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ وہ جماعتِ احمدیہ کے بالمقابل اپنی طاقت اور عددی اکثریت پر گھمنڈ کرتے ہیں۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کیا یہ مخالفین اتنی بات بھی نہیں سمجھ سکتے کہ وہ خدا جس نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے قوت میں بہت زیادہ سخت اور قوی ہے اور اس نے یہ فرض کر لیا ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی کہ لازماً میں خود اور میرے رسول غالب آئیں گے یقیناً اللہ قوی بھی ہے اور عزیز بھی ہے۔ فرمایا یہاں اللہ اور رسول کے سوا کسی کا ذکر نہیں اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ مومنوں کی عددی حیثیت اس فیصلہ کُن جہاد میں کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی وہ ہزار ہوں یا لاکھ ہوں بے معنی ہے کیونکہ ان کے مقابل جو عددی اکثریت اور مالی غلبہ ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ وہ جتنے بھی ہوں اگر خدا کی مدد ان کے شاملِ حال نہ ہو تو لازماً شکست ان کے حصہ میں لکھی جائے گی۔ اس کے برعکس اگر ایک شخص بھی رسول پر

ایمان نہ لائے پھر بھی اللہ تعالیٰ اُسے لازماً کامیاب اور غالب کرے گا چونکہ اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اور اس کے رسول غالب آئیں گے۔

اس کے بعد حضور نے ایک آیت کی تفسیر کی روشنی میں مومن اور دشمن کے جہاد کا فرق بیان فرمایا کہ مومن کے جہاد کی حسین ادا یہ ہے کہ وہ باوجودیکہ فتح غائب ہوتی ہے اس کے آثار نظر نہیں آتے وہ اپنے رسولوں کی مدد کرتے ہیں نیز دُنیا دار کے جہاد میں دکھاوا ہوتا ہے اور مومن چھپ کر جہاد کرتا ہے اور وہ اس وقت بھی رسول کی مدد کرتے ہیں جب کوئی دیکھ نہیں رہا ہوتا ہے وہ سرًّا بھی مدد کرتا ہے اور علانیتہً بھی مدد کرتا ہے۔ اس ضمن میں حضور نے بتایا کہ سب سے اہم مدد عبادت ہے۔ خدا اور اس کے دین کی امداد اور نصرت کے لئے اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ اور ہتھیار نہیں اور حقیقت میں یہ عبادت کرنے والے ہی ہیں جو خدا تعالیٰ کی محبّت پاتے ہیں اور ان کے لئے دُنیا میں عظیم الشان کام دکھائے جاتے ہیں۔

اس کے بعد حضور نے جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ عبادت کے گُر سیکھو اس میں تمہاری طاقت کا راز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کی عظمت کا راز ان کے عبد ہونے میں تھا۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں جو غلبہ اور طاقت ملی وہ عبادت کی وجہ سے ہؤا۔ اس ضمن میں حضور نے جنگِ بدر اور جنگِ اُحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عبادت کا ذکر فرمایا۔

آخر میں احباب جماعت کو عبادت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ جب مَیں آپ کو عبادت کے میدانوں کی طرف بُلاتا ہوں تو ایک حقیقت کی طرف بلاتا ہوں یہ کوئی فرضی مدد نہیں یہی نصرت ہے دینِ حق کی جو آج آپ کر سکتے ہیں۔ پس آپ عبادت پر قائم ہوں اگر آپ عبادت پر قائم ہو جائیں گے تو کوئی دُنیا کی طاقت نہیں ہے جو آپ کو مغلوب کر سکے کوئی دُنیا کی طاقت نہیں ہے جو آپ پر غالب آسکے۔

اے میرے پیارے احمدی! میرے بھائیو! میری ماؤ! میری بہنو! میری بیٹیو! خدا کے حضور عبادت میں اپنی طاقت کو انتہاء تک پہنچا دو۔ اپنے سینوں میں وہ گلزار کھلاؤ جس گلزار کو خدا پیار سے دیکھتا ہے اور محبّت کی نگاہیں ڈالتا ہے۔ تم اگر ایسا کرو تو یقیناً دُنیا کی کوئی طاقت تم پر غالب نہیں آسکے گی۔ ہر وہ ہاتھ جو تمہاری طرف اُٹھے گا آسمان اس کو یہ آواز دے گا کہ ؏

بترس از تیغِ بُرّانِ محمدؐ

اس شاخ کی طرف ہاتھ ڈالتے ہو یہ شاخ مثمر ہے اس پر تو خدا کی عبادت کے پھول اور پھل لگے ہوئے

ہیں۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے جلال اور عزت کی تلوار دی ہے وہ تلوار تمہارے ہاتھ پر چلے گی اور خدا اجازت نہیں دے گا کہ ان پُربہار شاخوں کو تم کاٹ سکو۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ مئی ۱۹۸۶ء

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ کی آیت ۱۸۴ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ کچھ عرصہ سے میں جماعت کو عبادت کا حق ادا کرنے کی طرف متوجہ کر رہا ہوں اور نیز بتایا کہ عبادت میں صرف نماز ہی شامل نہیں جس میں جماعت نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے نمایاں ترقی کی ہے بلکہ روزہ بھی ایک اہم عبادت ہے۔

فرمایا: روزہ ایک اہم عبادت ہے بلکہ عبادت کا معراج ہے اور اس میں ساری عبادتیں سمٹ جاتی ہیں۔ حج کے بعد روزے کا مقام ہے اور باقی سب عبادتیں اس کے تابع ہیں۔ فرمایا: اِس پہلو سے روزوں میں غفلت بہت ہی بڑا نقصان ہے جو جماعتِ احمدیہ برداشت کر رہی ہے۔ اگرچہ یہ نقصان ہر جگہ پایا جاتا ہے۔

فرمایا: میرا اندازہ یہ ہے کہ خوشحال طبقے اور پاکستان سے باہر کی جماعتوں میں یہ کمی زیادہ ہے فرمایا: عبادت بالعموم نمازوں کو سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ عبادت میں اوّل حج ہے جو سب سے بڑی عبادت ہے پھر روزے ہیں جو حج سے نیچے تمام عبادتوں کا خلاصہ اور حواسِ خمسہ کی قربانیوں کا نچوڑ ہیں۔ اسی طرح پھر نماز ہے جو مومن کے لئے غذا ہے۔ اِس کے بعد حضور نے آیتِ کریمہ کی پُرمعارف تشریح کرتے ہوئے روزوں کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور اس ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو احادیث بیان فرمائیں جن میں یہ ذکر آتا ہے کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہو جاتا ہے تو شیطان اور سرکش جن بند کر دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے تمام دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو دوزخ کے عذاب سے بچانے کا اعلان کرتا ہے۔

فرمایا: یہاں دوزخ کے دروازوں کے بند کرنے سے مراد یہ ہے کہ جو رمضان کو قبول کرتے ہیں ان کے لئے دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ جو لوگ رمضان کو قبول نہ کریں ان کے متعلق یہ سوچنا کہ دوزخ کے دروازے ان پر بند کر دیئے جائیں گے بالکل بے معنی بات ہے بلکہ اُلٹ اثر ظاہر ہونا چاہیئے۔ جو رمضان سے گزر رہا ہو اس کے باوجود رمضان کے دَوران اس پر دوزخ کے دروازے کُھلے رہیں تو بہت ہی بدقسمت انسان ہوگا۔

فرمایا: حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گزر گیا اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے۔

اِس کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ روزے کا تعلق حواسِ خمسہ سے ہے اور کوئی ایک حِس ایسی نہیں جو روزے سے متاثر نہیں ہوتی۔ ہر ایک پر لگام آجاتی ہے۔ ہر ایک انسانی تمنّا کے اوپر پابندی عائد ہو جاتی ہے اِس لئے سارے کا سارا انسان خدا کے حضور کچھ قربانی کر رہا ہوتا ہے۔ چونکہ جہنّم کے دروازے دراصل حواسِ خمسہ کے دروازے ہی ہیں، جب حِس آزاد ہوتی ہے اور گناہوں کی مرتکب ہوتی ہے تو اس کے دروازے سے انسان جہنم میں داخل ہوتا ہے۔ چونکہ مومن رمضان میں اپنے اوپر یہ سارے دروازے بند کر لیتے ہیں جن رستوں سے ان کے جہنّم میں جانے کا احتمال ہوتا ہے۔ اور بڑا ہی بدقسمت انسان ہے وہ جس کو خدا تعالیٰ نے یہ موقع عطا فرمایا ہو کہ اس کے سارے دروازے خدا کی رضا کی خاطر بند ہو جائیں یعنی جہنّم کے اور پھر بھی وہ زبردستی گیٹ توڑ کر جہنّم میں داخل ہو جائے۔ فرمایا: کھانا پینا جائز ہے اگر انسان حدود کے اندر رہ کر کھائے اور پیئے اور جو جائز چیزیں ہیں ان سے لذّت یابی کرے تو یہ جہنم کا دروازہ نہیں بنتا مگر رمضان کے دنوں میں جب روزہ شروع ہوتا ہے اُس وقت سے لے کر جب روزہ ختم ہوتا ہے خدا نے یہ دروازہ بند کر دیا ہے اور ساری حلال چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں اور جو اِس وقت گیٹ توڑتا ہے اور بے وجہ ان لذّتوں کے حصول کی کوشش کرتا ہے جو خدا نے عام حالات میں جائز رکھیں لیکن بعض خاص حالات میں حرام کر دیں تو اس کی زندگی کے سارے کھانے عملاً حرام ہو جاتے ہیں۔

فرمایا: روزہ بلا وجہ ترک کرنا ایک بہت ہی بڑا گناہ ہے اور بہت ہی خطرناک کمزوری ہے۔

آخر میں حضور نے جماعتِ احمدیہ کو اس کی اہمیّت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ جماعت کو اپنے روزے کے معیار کو بڑھانے کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیئے اور اس کے متعلق عالمی پیمانے پر جہاد شروع کیا جائے۔ جس طرح عبادت میں ہم دوسروں کو غیر معمولی طور پر پیچھے چھوڑ گئے ہیں اسی طرح روزے کے میدان میں بھی یہ عہد کر کے اٹھیں کہ ہم نے لازماً باقی سب دُنیا کے لوگوں کو پیچھے چھوڑ دینا ہے۔

اِس کے بعد حضور نے لیلۃ القدر کے متعلق بتایا کہ لیلۃ القدر سے مراد وہ رات ہے جس میں انسان کو سچّی توبہ کی توفیق مِل جائے اِس لئے اِس آخری عشرہ میں جس نے اپنے گناہوں سے کلیتہً سچّی توبہ کر لی تو یقین جانیں کہ وہی لیلۃ القدر کی رات ہے اس کے بعد کوئی فکر کی بات نہیں۔

آخر میں حضور نے ایک دعا
رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنَا وَانْصُرْنَا وَارْحَمْنَا
کا ورد کرنے کی طرف جماعت کو توجہ دلائی اور فرمایا: یہ اسمِ اعظم ہے اِس سے بڑی کوئی دعا نہیں ہے جو ہر کیفیت پر حاوی ہو۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ر جون ۱۹۸۶ء

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ جمعہ کے آخری رکوع کی تلاوت فرمائی اور فرمایا:۔

سال میں باون جمعہ کے دن ہوتے ہیں اور اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ کی آواز باون مرتبہ ہر جمعہ کے دن اُٹھتی ہے خواہ اِس آواز کو کوئی کان سُنے یا نہ سُنے لیکن کائنات کا ریکارڈنگ سسٹم اسے ہر دفعہ بجاتا ہے جن کے کان سُننے کے ہیں وہ اِس آواز کو سُنتے بھی ہیں اور اس کے باوجود اسے اَن سُنی کرنے والے بھی بہت سے ہیں۔ لیکن ایک جمعہ کا دن ایسا بھی آتا ہے کہ جب تمام سُننے والے اِس آواز کو سُنتے بھی ہیں اور لبّیک لبّیک بھی کہتے ہیں اور وہ جمعہ کا دن آج کے جمعہ کا دن ہے جسے 'جمعۃ الوداع' کہا جاتا ہے۔

فرمایا: ساری اُمّتِ مسلمہ میں یہ دن بڑے خلوص اور بڑی عقیدت کے ساتھ منایا جاتا ہے اور اِس جمعہ کے دن کے ساتھ بہت ہی توقعات وابستہ کی جاتی ہیں۔ کچھ فرضی ہیں کچھ حقیقی ہیں لیکن بہرحال بہت ہی نیک امیدیں اور بلند توقعات اِس جمعہ کے ساتھ وابستہ کی جاتی ہیں یہاں تک کہ بعض سمجھنے والے یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اکاون دفعہ خدا کی آواز کو رَدّ کرنے کے بعد اگر ایک دفعہ اس آواز پر لبّیک کہہ کر ہم اس جمعہ کے دن حاضر ہو جائیں گے تو ہماری اکاون نافرمانیاں بخشی جائیں گی اور ہماری اس ایک فرمانبرداری کو ہماری ان اکاون نافرمانیوں پر بھاری قرار دیا جائے گا۔

فرمایا: یہ بھی ایک توقع ہے۔ جس حد تک اِس میں حقیقت ہے اس کو عالم الغیب والشھادہ خدا ہی بہتر جانتا ہے لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ جب ایک پکارنے والا، جس کی اطاعت کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو، کسی کو اپنی اطاعت کی طرف بُلاتا ہے تو غلام کا یہی فرض ہے کہ وہ اس آواز پر لبّیک کہے اور اگر کچھ مجبوریاں حائل ہو جائیں تو پھر ان کوتاہیوں پر انسان نادم ہو اور استغفار کرے اور شرمندگی کا اظہار کرے تو ایک معقول توقع کی وجہ بن جاتی ہے کیونکہ اِنسان سوچتا ہے کہ میری کمزوریاں خدا کی اطاعت میں حائل ہو گئی تھیں اور پھر اطاعت نہ

کرنے پر مجھے شرمندگی بھی بہت ہوئی اور اظہارِ ندامت بھی مَیں نے کیا اِس لئے بعید نہیں کہ وہ عالی سرکار ربّ رحیم مجھے بخش دے۔ فرمایا اِس توقع میں ایک معقولیت پائی جاتی ہے اور ہرگز بعید نہیں کہ ایسے نادم بندوں کی توبہ قبول ہو اور اللہ ان سے بخشش کا سلوک فرمائے لیکن جہاں تک اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا تعلق ہے اس کی حد کوئی نہیں۔ اِس لئے اِس پر یہ پابندی بھی نہیں لگائی جا سکتی کہ سال میں ایک دفعہ بلکہ ساری عمر میں ایک دفعہ لبّیک کہنے والے کو وہ بخش نہیں سکتا۔ اس کی رحمت کا اِتنا بے پایاں اور بے کنار سمندر ہے کہ اس کا کوئی تصوّر ممکن نہیں ہے اِس لئے یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ عقلاً یہ ناممکن ہے کہ اکاون دفعہ ایک شخص نافرمانی کرے اور ایک دفعہ لبّیک کہہ دے تو اسے بخشا جا سکتا ہے۔

فرمایا میرا تو ایمان ہے کہ اگر ساری زندگی میں کوئی ایک دفعہ ندامت کے دل کے ساتھ خدا کی آواز پر لبّیک کہے اور پھر وفاداری کرے تو بھاری توقع اپنے ربّ کی رحمت پر یہی ہے کہ وہ اسے بخش دے گا اور مغفرت کا سلوک فرمائے گا۔ فرمایا: لیکن جہاں تک بندگی اور تقویٰ کی باریک راہوں کا تعلق ہے انسان کے لئے مقامِ محمود یہی ہے کہ وہ ہر سانس اطاعت میں بسر کرے۔

فرمایا: آج کے دن سب قسم کے لوگ، وہ جو تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنے والے ہیں اور وہ جن کو خدا کی رحمت پر امیدیں ہیں خواہ ان کے اعمال ان امیدوں کو جھٹلا بھی رہے ہوں تب بھی وہ خدا کی ذات پر بھاری امیدیں لے کر خدا کے حضور حاضر ہو گئے ہیں۔ فرمایا خدا کی رحمت کے بھی عجیب جلوے ہیں کہ اسے گناہ گاروں کے اجتماع پر بھی جب وہ اس کے نام پر اکٹھے ہوتے ہیں رحم آ جاتا ہے۔ اِس ضمن میں حضور نے حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کا واقعہ بیان فرمایا جن میں ایک بھی نیک آدمی نہیں تھا اور ان کے عذاب کا فیصلہ ہو چکا تھا لیکن جب وہ خدا کے حضور گریہ وزاری سے جھکے تو اللہ نے ان سے عذاب کو ٹلا دیا اور بتایا کہ خدا کی رحمت کی کوئی حد بندی نہیں ہے۔

فرمایا: آج کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو جمعہ میں بھی اور پانچ نمازوں میں بھی وفا کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں ان کو مَیں یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے دن آنے والے نئے چہروں کو وہ حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں کیونکہ بعض دفعہ تکبّر کا ایک لمحہ بھی ساری عمر کی نیکیوں کو ضائع کر دیتا ہے بلکہ ان پر محبّت کی نظر ڈالیں اور ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو وفا نصیب کرے اور اِس جمعہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ انہیں آئندہ جمعے اور نمازیں نصیب فرمائے اور اب یہ فرمانبرداروں کی فہرست میں شامل ہوں۔

اِس ضمن میں دعاؤں کی قبولیت کے فلسفہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ آج کے دن اِن لوگوں کی دعا زیادہ مقبول ہو گی کیونکہ آج اِن کا عمل اس نیکی میں ممدّ بن رہا ہے اور دعا کو ایک تائیدی ہوا

حاصل ہے۔ آج انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ عبادت کی کچھ نہ کچھ اہمیت اپنے دل میں رکھتے ہیں اس لئے آج کے دن اِن نئے آنے والوں کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔

حضور نے اِس جمعہ کی خاص اہمیت کے پیشِ نظر چند دعاؤں کی تحریک فرمائی اور جمعہ ، لفظِ جمعہ اور بیت اللہ کی پُرمعارف تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک جمعہ وہ عظیم الشان جمعہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک غلام نے دوبارہ بنی نوع انسان کو خدا کی طرف بلانا ہے۔ اور یہ جمعہ ایک دن کا نام نہیں بلکہ ایک دَور کا نام ہے جو احمدیت کا دَور کہلاتا ہے اور پھر حضور نے چند دعاؤں کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ احمدیوں کے لئے اور غیر احمدی مسلمانوں کے لئے کثرت کے ساتھ یہ دعا کی جائے کہ وہ عبادت گزار بندے بنیں اور مسلمانوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ یہ دعا کریں کہ وہ خدا کی آواز پر لبیک کہنا سیکھیں اور ان کے مستقل جمعہ کی صورت پیدا ہو جائے اور تیسرے نمبر پہ تمام بنی نوع انسان کے لئے کہ وہ ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر لبیک کہیں اور ایک ہاتھ پر جمع ہو کر ان کے لئے ابدی جمعہ کی صورت پیدا ہو۔

"اِس سلسلہ میں داخل ہو کر تمہارا وجود الگ ہو اور تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جاؤ جو کچھ تم پہلے تھے وہ نہ رہو۔ یہ مت سمجھو کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں تبدیلی کرنے سے محتاج ہو جاؤ گے یا تمہارے بہت سے دشمن پیدا ہو جائیں گے۔ نہیں۔ خدا کا دامن پکڑنے والا ہرگز محتاج نہیں ہوتا اس پر کبھی بُرے دن نہیں آسکتے۔ خدا جس کا دوست اور مددگار ہو اگر تمام دُنیا اس کی دشمن ہو جاوے تو کچھ پرواہ نہیں۔ مومن اگر مشکلات میں بھی پڑے تو وہ ہرگز تکلیف میں نہیں ہوتا بلکہ وہ دن اس کے لئے بہشت کے دن ہوتے ہیں۔ خدا کے فرشتے ماں کی طرح اسے گود میں لے لیتے ہیں۔ اس خدا کا دامن پکڑنے سے کوئی تکلیف پا سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے حقیقی بندے کو ایسے وقتوں میں بچا لیتا ہے کہ دُنیا حیران رہ جاتی ہے۔ آگ میں پڑ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زندہ نکلنا کیا دُنیا کے لئے حیرت انگیز امر نہ تھا۔ کیا ایک خطرناک طوفان میں حضرت نوحؑ اور آپ کے رفقاء کا سلامت بچ رہنا کوئی چھوٹی سی بات تھی۔ اِس قسم کی بے شمار نظیریں موجود ہیں اور خود اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت کے کرشمے دکھائے ہیں۔"

(ملفوظات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ جلد پنجم)

عید الفطر کے موقع پر

حضرت امام جماعت احمدیہ (ایدہ اللہ تعالیٰ) کے معرکۃ الآراء روح پرور خطاب کا خلاصہ

لندن میں نمازِ عید اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں ادا کی گئی۔ عید کی نماز کا وقت ساڑھے دس بجے صبح مقرر تھا لیکن افرادِ جماعت صبح ساڑھے آٹھ بجے ہی بذریعہ کار و کوچز عیدگاہ میں آنا شروع ہو گئے تھے۔ اسلام آباد کے وسیع گراؤنڈز میں مارکیز لگا کر عیدگاہ بنائی گئی تھی۔ مستورات کے لئے بھی علیحدہ مارکی کا انتظام تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دس بجکر پینتیس منٹ پر عیدگاہ میں تشریف لائے اور نمازِ عید پڑھائی اور اس کے بعد پُرمعارف خطبہ ارشاد فرمایا۔ بعد ازاں اجتماعی دعا کرائی اور حضور نے ازراہِ شفقت ہر احمدی کے پاس جا کر عید مبارک کہا اور شرفِ مصافحہ بخشا۔

عید کے بعد احباب خوشی سے ایک دوسرے کے گلے ملے اور عید مبارک کہتے رہے بعض احبابِ جماعت نے شام تک اسلام آباد میں ہی قیام کیا اور پکنک منائی۔ سارا دن بڑی رونق رہی۔ الحمد للہ کہ سارا پروگرام بڑی عمدگی سے انجام پذیر ہوا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ فتح کی آیت نمبر ۳۰ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ یہ عظیم الشان زمانہ جسے قرآن کریم نے اٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم کی خوشخبری کے ذریعہ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا عظیم الشان دَور قرار دیا ہے اس عظیم دَور کے اس دَورِ ابتلاء میں جس میں سے ہم گزر رہے ہیں ہم نے خدا تعالیٰ کی نصرتوں کے عجیب نظارے دیکھے ہیں اور اس کے فضلوں کو بارش کے قطروں کی طرح نازل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس عظیم الشان دَورِ ابتلاء کی کوکھ سے آج ایک اور عید ہمارے لئے جنم لے رہی ہے۔ پس میں تمام دُنیا کی جماعتوں کے احمدی احباب کو اس عید پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور تمام عالَمِ اسلام کو بھی اِس عید پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اگرچہ اس عید کے عقب میں جو دُکھ ہیں وہ تو ہم نے اپنے سینوں سے لگائے ہیں لیکن اس کی نصرتوں، اس کی فتوحات اور اس کے

بعد آنے والے اللہ کے فضلوں میں ہم اُن کو بھی شریک کرتے ہیں اور حقیقت میں اُمتِ محمدیہ کی فلاح وبہبود کی ہی خاطر ہم اس دُکھوں کے دَور سے امنّا وصدّقنا کہتے ہوئے صبر و رضا کے ساتھ گزر رہے ہیں۔

فرمایا: یہ دُکھ جو ہم خدا کی راہ میں محسوس کر رہے ہیں یہ مومنوں کی جماعت کی وہ صفت ہے جس کی خوشخبری قرآن کریم نے اس آیت میں دی ہے جو میں نے ابھی تلاوت کی ہے۔ وہ صفت اشدّآء علی الکفّار رحماء بینھم کی ہے۔ ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ فرمایا: ہر احمدی اس بات پر گواہ ہے کہ جتنے زیادہ ہمارے دل ایک دوسرے کے لئے نرم ہوتے جا رہے ہیں اتنا ہی غیر اللہ کے مقابل پر ہمارے اندر شدت اور سختی پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ گویا مومن کے وجود کا دل جتنا خدا کی راہ میں پگھلتا ہے اتنا ہی زیادہ اسے غیروں کے مقابل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک شدت نصیب ہو جاتی ہے۔ اِس ضمن میں مومن اور غیر مومن کا مابہ الامتیاز بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عام دُنیا کے دل جتنے نرم ہوں اتنی ہی بُزدلی ان میں پیدا ہوتی ہے اور بیرونی طور پر جس قدر سختی ہو دل بھی اتنے ہی سخت ہو جاتے ہیں لیکن جہاں تک مومنوں کی جماعت کا تعلق ہے ان کے دلوں میں اور ان کے مزاج میں سختی پیدا نہیں ہوتی۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ مقابلہ کے لحاظ سے تو وہ سخت ہوتے ہیں لیکن دِلوں اور مزاج کے لحاظ سے وہ نرم ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اِس آیت کی مزید تفسیر میں فرمایا: اِس آیت میں یہ پیغام بھی ہے تم خوش نصیب ہو کہ تم تنہا نہیں ہو اس جدّوجہد میں تم اپنی طاقتوں کے ساتھ، خواہ وہ ساری اجتماعی طاقتیں کتنی بھی ہوتیں، اگر اکیلے ہوتے تو شاید یقین کی وجہ نہ ہوتی کہ لازماً تم غالب آؤ گے۔ لیکن اے مومنوں کی جماعت! تمہیں مبارک ہو کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمہاری قیادت کر رہے ہیں اور آج وہ تمہاری سرداری فرما رہے ہیں۔ آج تمہیں ان کی قیادت نصیب ہوئی ہے۔ پس تمہیں کیسا خوف ہے؟ تمہیں کیسا غم ہے؟ اس قیادت کے ہوتے ہوئے لازماً یہ تمہاری تقدیر ہے جو کبھی بدل نہیں سکے گی۔ جتنے تم غیروں کے ساتھ جہاد کے وقت اپنے بھائیوں کے لئے نرم ہوتے چلے جاؤ گے اتنے ہی زیادہ غیروں کے مقابل پر اللہ تعالیٰ تمہیں نئی توتیں عطا فرماتا چلا جائے گا۔

اس کے بعد حضور نے اپنے ایک تازہ رؤیا کا ذکر فرمایا جو عید کی صبح ہی عید کے تحفہ کے طور پر عطا ہُوا تھا۔ اس میں حضرت امّاں جان سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے بڑے پیار اور فرشتوں کی سی مسکراہٹ کے ساتھ ایک شعر پڑھا جو حضور نے فرمایا کہ مجھے اس وقت یاد نہیں رہ سکا جس کا مفہوم یہ تھا کہ شمع کو اپنے پروانے کی تلاش تھی اور شمع خود ہی

اپنے پروانے کے پاس آگئی ہے۔ فرمایا: اِس میں بہت ہی عظیم الشان خوشخبری ہے اہلِ پاکستان کے لئے بھی اور ساری دُنیا کی جماعتوں کے لئے بھی اور یہ پیغام ہے اُن دشمنوں کے نام بھی جو اپنی سفلی زنجیروں کے ساتھ جماعت کی ترقی کے قدم جکڑنا چاہتے ہیں کہ تم ایک ملک میں جماعت کی ترقی کو روکنے کے لئے ساری جدّوجہد کر رہے ہو مگر خدا سارے جہان میں اپنی نصرتیں لے کر آئے گا اور تمام جہان میں اِس جماعت کو غلبہ نصیب فرمائے گا ——— فرمایا: یہ خوشخبری تھی جو عید کے لئے عطا ہوئی اور جماعت کی امانت تھی جو مَیں جماعت کے سپرد کرتا ہوں۔

اِس دَورِ ابتلاء میں اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نصرتوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اِس عرصہ میں خدا کا فضل اِس رنگ میں نازل ہوُا ہے کہ دُنیا کی پچیس ۲۵ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کا کام بڑی تیزی سے ہو رہا ہے اور آئندہ دُو سال میں یعنی صد سالہ جوبلی تک مزید سَو زبانوں میں ایک پارے کے حجم کے برابر مختلف مضامین کے تحت آیات کے تراجم شائع کرنے کا پروگرام ہے جن کو ابھی سیٹل (SETTLE) کیا جا رہا ہے اِس ضمن میں فرمایا کہ سیّدنا بلالؓ فنڈ کی جو تحریک راہِ مولیٰ میں دُکھ اُٹھانے والوں کے لئے مَیں نے کی تھی اور جماعت نے اس پر بڑی قربانی کی، اس کا مصرف سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اسیران اور دوسرے راہِ مولیٰ میں دُکھ اُٹھانے والوں کو اس کا فیض پہنچانے کا کوئی طریق نظر نہیں آ رہا تھا کیونکہ جماعت کی طرف سے جو بھی انہیں پیش کیا گیا انہوں نے بڑی محبت کے ساتھ قبول کرنے کے بعد اپنے خاندان کی طرف سے سیّدنا بلالؓ فنڈ میں بطور ہدیہ دے دیا۔

فرمایا: قرآن کریم کی اشاعت کے اِس پروگرام کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے میرا دل کھول دیا اور بہت ہی پیارا خیال میرے دل میں پیدا ہوُا کہ سیّدنا بلالؓ فنڈ سے ایک سو زبانوں میں دنیا کو قرآن کریم کا یہ تحفہ پیش کیا جائے اور یہ سارے راہِ مولیٰ میں تکلیف اُٹھانے والوں کی طرف سے دُنیا کو تحفہ ہوگا۔ فرمایا: اِس سے بہترین فیض پہنچانے کا اَور کوئی طریق نہیں تھا۔

آخر میں حضور نے اسیرانِ راہِ مولیٰ کی خیروبرکت، اِسلام کی ترقی اور بنی نوع انسان کی بہبود کے لئے دعا کی تحریک فرمائی اور فرمایا اِس دعا کو جاری رکھیں۔ نیز فرمایا: مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں خدا کے وعدے کبھی جھوٹے نہیں ہوسکتے۔ کچھ وقت تو لگ جاتا ہے، کچھ دیر تو ہو جاتی ہے مگر لازماً خدا کی نصرت کے وعدے ضرور اور ضرور آپ کے حق میں پورے ہوں گے کوئی مُنہیں ہے جو اِن وعدوں کو ٹال سکے۔ ایک ملک میں نہیں تمام عالم میں خدا کی نصرت آپ کی مدد کو آنے کو ہے۔ حیرت انگیز شان آپ کی امداد میں دکھائے گی۔ خدا آپ کو دینِ حق کی عالمی فتح حاصل کرنے کی توفیق (باقی دیکھیں صفحہ ۲۲ پر)

جماعتہائے احمدیہ امریکہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور کا بصیرت افروز پیغام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٭ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَالنَّاصِرُ

میرے عزیز بھائیو، بہنو اور بچو!

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

یہ سن کر خوشی ہوئی کہ جماعتِ احمدیہ امریکہ مورخہ ۲۷، ۲۸ اور ۲۹ احسان/جون کو جلسہ سالانہ منعقد کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو جماعت کی علمی، عملی، اخلاقی اور روحانی ترقی کا موجب بنائے اور اس کی برکتوں سے ہر فردِ جماعت وافر حصہ پائے۔

آپ ایک ایسے ملک میں ہیں جو مالی طاقت کے لحاظ سے اتنی بلندی تک پہنچ چکا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ بچائے تو یہ مال و دولت فرعونیت پیدا کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ کا معاشرہ اخلاقی اور روحانی لحاظ سے تحت الثریٰ سے باتیں کر رہا ہے۔ اس پہلو سے یہ معاشرہ نہ صرف بذاتِ خود انتار گر چکا ہے بلکہ اخلاقی اور روحانی لحاظ سے یہ ساری دنیا میں معاشروں اور تہذیبوں کو تباہ کرنے کا سرچشمہ بن چکا ہے۔

روس اور امریکہ کے حالات پر جب نظر پڑتی ہے تو سورۃ الفجر کا مضمون نظر کے سامنے آجاتا ہے اور اَلَّذِیۡنَ طَغَوۡا فِی الۡبِلَادِ ۝ فَاَکۡثَرُوۡا فِیۡہَا الۡفَسَادَ ۝ کا نقشہ نظر آنے لگتا ہے۔

اس پہلو سے جماعتِ احمدیہ امریکہ پر غیر معمولی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اگر وہاں جماعتِ احمدیہ تیزی سے ترقی کرے تو اللہ کے فضل اور رحم کے ساتھ ایک عظیم الشان طاقت کے سرچشمہ سے استفادہ کر سکتی ہے اور اس کے زہر آلود اور ہلاک کرنے والے پانی کو آبِ حیات میں تبدیل کر سکتی ہے۔ امریکہ میں جس قدر تیزی سے پھیلنے کے امکانات ہیں اور بعض طبقات میں جتنی طلب اور پیاس پیدا ہو چکی ہے اس کے پیشِ نظر اگر

حکمت اور تدبیر اور دعا کے ساتھ کام کیا جائے تو بہت تیزی کے ساتھ جماعت کی ترقی کے امکانات روشن ہو جاتے ہیں اس لئے اوّل پیغام تو میرا یہی ہے کہ اس طرف غیر معمولی توجہ کی جائے۔

دوسرے منتشر گھرانوں کی تربیت کی فکر کی جائے ـــــ جو لوگ جماعت کی نظر سے ہٹ کر الگ رہتے ہیں اور اتنے وسیع ملک میں ایسا ہونا عین ممکن ہے بلکہ اکثر و بیشتر ایسا ہی ہوتا ہو گا کہ ان گھرانوں کی تربیت کئی طرح سے بہت بُری طرح متاثر ہوئی ہو گی۔

احمدی کی آنکھ خصوصاً دوسرے احمدی کے لئے نگران کا کام کر رہی ہوتی ہے اِسی لئے قرآن کریم نے ساری اُمّت کو ہی شہید قرار دیا ہے۔ جب یہ نگران نظر موجود نہ رہے تو ایسے لوگ جو غیب سے ڈرنے کے عادی نہیں ہوتے اور جن کا خدا صرف غیب کا خدا ہوتا ہے اور شہادت کا خدا نہیں ہوتا وہ لوگ اس نگران کے فقدان کی وجہ سے دُنیا کی کشش میں بہکنے اور ہر قسم کی آلائشوں میں ملوّث ہونے لگتے ہیں، یہاں تک کہ وہ یہ بھی پسند نہیں کرتے کہ احمدی ان سے زیادہ میل جول رکھیں۔ احمدیہ مراکز سے ان کا تعلق ایک سوشل تعلق بن جاتا ہے جو عید الفطر، عید الاضحیٰ یا کسی خاص غمی خوشی پر اکٹھا ہونے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اِس سے ایک شدید نقصان یہ پہنچتا ہے کہ باجماعت نماز کی عادت اُٹھ جانے کی وجہ سے گھر میں نمازوں کی پابندی کا معیار بہت تیزی سے گرنے لگتا ہے۔

ایک اور شدید نقصان یہ پہنچتا ہے کہ بچے احمدی بچوں کا ماحول نہ ملنے کی وجہ سے خالصتہً دنیاداری کے ماحول میں پرورش پانے لگتے ہیں اور اپنی اقدار سے ان کی نظریں پھر جاتی ہیں اور دین میں کوئی دلچسپی باقی نہیں رہتی اور ایک نگاہِ تغافل پیدا ہو جاتی ہے جو رفتہ رفتہ مکمل اجنبیّت پر جا کر ختم ہوتی ہے۔

ایک اور نقصان یہ ہے کہ عالمگیر جماعت کے ساتھ رابطہ کٹ جانے کی وجہ سے اپنی عظمت کا احساس نہیں رہتا اور ایک غالب معاشرے میں اپنے آپ کو بالکل معمولی اور بے دست و پا دیکھتے ہوئے عزم اور ہمّت کوتاہ ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ ایک ہاری ہوئی ذہنیّت کا شکار ہو کر اسلامی اقدار کی خاطر جدّوجہد ہی چھوڑ دی جاتی ہے۔ ایسے گھرانوں کے لئے ایک یہ مشکل بھی پیش آتی ہے کہ جماعت کی عالمی اور عظیم الشان قربانی سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ولولہ پیدا نہیں ہوتا اور مزاج میں ایک بے مروّتی سی پیدا ہونے لگتی ہے۔

اِس قسم کے خطرات جس قدر جماعت کو امریکہ میں درپیش ہیں دُنیا میں کسی اور ملک میں نہیں کیونکہ

اس پر مستزاد وہاں کی مادی ترقی ہے جو فلک بوس عمارتوں کی طرح انسان پر اپنی ہیبت طاری کر دیتی ہے اور دلوں پر رعبِ دجّال پیدا ہو جاتا ہے جس سے بچنے کے لئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے خصوصیت سے دعا مانگی تھی کہ ؏

نہ آوے ان کے گھر تک رعبِ دجّال

پس اِن سب امور پر نظر رکھتے ہوئے ان گھروں کی فکر کرنی چاہیئے اور ان کے لئے چارہ جوئی کرنی چاہیئے۔ اگر یہ جماعت کی شہادت کی آنکھ سے کٹے رہے تو دنیا کی ہلاکتوں سے کئی قسم کے خطرات انہیں پیش رہیں گے اور ان کی اولادوں پر خصوصیت سے سخت مہلک اثر پڑے گا۔ دیگر امور کے علاوہ ان سب باتوں کا علاج دعوتِ الی اللہ پر زور دینا ہے اور گھروں میں نماز باجماعت پر غیر معمولی توجہ دینا ہے۔

پس مَیں امید کرتا ہوں کہ جماعتِ احمدیہ امریکہ اِن ہر دو پہلوؤں پر خصوصی جدّ و جہد کرے گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ان کوششوں میں غیر معمولی برکت ڈالے اور اس کے فرشتے احمدی گھروں کے محافظ اور نگران بن جائیں اور احمدی گھروں پر اِس آیت کے مضمون کا بتمامہٖ خیر و برکت کے ساتھ اطلاق ہو

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ

(الرعد : ۱۲)

اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر اور معین و مددگار ہو۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

عید الفطر ——— (بقیہ صفحہ ۱۹)

عطا فرمائے گا۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی اور دعا کے بعد تمام احباب کو شرفِ مصافحہ بخشا۔ حضور خود ہر احمدی کے پاس تشریف لے گئے اور عید مبارک کہا۔

حضور نے سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا متبرک کوٹ زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ حضور خواتین میں بھی تشریف لے گئے اور انہیں بھی شرفِ زیارت بخشا۔

درسِ حدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفا

(محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم۔اے، ایم۔لٹ (آکسن)

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (انعام:۱۶۲)

آج کا درس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلق 'وفا' پر ہے۔ جو آیت مَیں نے تلاوت کی اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم جو تیرے ظاہر و باطن سے اور تیرے دل کی گہرائیوں میں بسنے والے ہر جذبہ اور تیری رُوح کی ہر کیفیت سے واقف ہیں ہم تجھ سے کہتے ہیں کہ تُو دُنیا میں یہ اعلان کر دے کہ اے لوگو! میری نمازیں، میری قربانیاں اور میرے وقت کا ہر لمحہ جس میں مَیں خدا کے لئے جیتا اور مرتا ہوں اور میرا وہ وقت بھی جب مَیں اپنے مولیٰ سے جا ملوں گا یہ سب کچھ اللہ کے لئے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا کہ مَیں نے اللہ کے ساتھ تعلق قائم کر کے تمہارے ساتھ تعلق کو توڑ لیا ہے کیونکہ مَیں نے تو اس اللہ سے تعلقِ محبّت و وفا قائم کیا ہے جو ربّ العالمین ہے۔ جو تم سب کا ربّ ہے۔ اور اس سے تعلق قائم ہونے کے بعد تم سے میرا تعلق تو ایک مضبوط بنیاد پر قائم ہو گیا ہے۔ مَیں خدا میں ہو کر تم سے محبّت کرنے والا ہوں گا اور اس میں ہو کر تم سے وفا کروں گا اِس لئے تم سے میری محبّت اور وفا کا کوئی مول نہیں ہو گا اور تم مجھ سے زیادہ محبّت کرنے والا اور مجھ سے زیادہ باوفا اَور کسی کو نہ پاؤ گے!

حقیقت یہ ہے کہ میرے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ (فداہ ابی و امّی) سے بڑھ کر اَور کسی نے وفا نہیں دکھائی۔ اگر کسی سے کسی وقت میں ذرا سا بھی تعلق پیدا ہؤا تو اس کو ہمیشہ نبھایا، کسی نے کوئی چھوٹی سی نیکی بھی آپؐ سے کی تو ہمیشہ اس کو احسان مندی کے ساتھ قدر کی نگاہ سے دیکھا، آپؐ کا کسی کو تکلیف پہنچانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جن سے کچھ بھی تعلق قائم ہؤا ان کا خیال تو ہمیشہ بڑی باریکیوں میں جا کر رکھا اور اگر وہ فوت ہو گئے تو بھی ان سے تعلق کو کسی نہ کسی رنگ میں نبھاتے رہے۔ جتنا جتنا کوئی آپؐ سے قریب ہؤا اتنا اتنا آپؐ کی وفا سے فیضیاب ہوتا چلا گیا۔ لیکن جیسا کہ قرآن کریم گواہی دیتا ہے

ایک ایسا تعلق تھا یعنی اللہ سے تعلق جو باقی تمام دوسرے تعلقات پر بھاری تھا۔

آپؐ کی محبت کے قصے، آپؐ کی وفا کی یادیں اتنی حسین ہیں کہ ان کو بیان کرنے کا حق ادا نہیں ہو سکتا اور اتنی طویل ہیں کہ ایک یا دو یا تین یا چار عمریں اس کے بیان کے لئے کافی نہیں۔ مَیں کوئی مبالغہ نہیں کر رہا آپؐ کا ایک ایک ساتھی ہمیں کتنا کچھ بتا جانے کے باوجود معلوم نہیں کتنی سینکڑوں یادوں کو اپنے سینہ میں چھپائے اِس جہان سے چلا گیا۔ مَیں نے تو آج صرف اِن یادوں سے چند موتی چُنے ہیں۔

۲

• وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ اُسَارَى بَدْرٍ لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِيْ فِيْ هٰؤُلَاءِ النَّتْنٰى لَتَرَكْتُهُمْ لَهٗ۔

(بخاری جلد دوم کتاب المغازی)

یہ روایت جبیر بن مطعم کی اپنے والد مطعم کے بارہ میں ہے۔ مطعم سردارانِ قریش میں سے تھا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طائف کے سفر کے بعد واپس تشریف لائے ہیں تو حراء پہنچ کر مطعم بن عدی کو پیغام بھیجا کہ کیا مجھے اپنی پناہ میں لے سکتے ہو۔ مطعم نے حیا اور لحاظ سے کام لیا اور خود اُونٹ پر سوار ہو کر حرم میں آ کر اعلان کیا کہ مَیں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی ہے اور اس کے بیٹے تلواروں کے سایہ میں حضورؐ کو مکہ میں لائے۔

حدیث کا ترجمہ یہ ہے:-

زہری نے محمد بن جبیر بن مطعم کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ ان کو محمد نے اپنے والد جبیر کے حوالہ سے بتایا کہ جب بدر کی فتح ہوئی اور کفار کے قیدی حضورؐ کے سامنے حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ

"اگر آج مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھ سے وہ اِن گندے لوگوں کے بارہ میں سفارش کرتا تو مَیں اس کی خاطر ان کو چھوڑ دیتا۔"

• وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ وَفَدَ وَفْدٌ لِلنَّجَاشِيِّ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْدُمُهُمْ فَقَالَ لَهٗ اَصْحَابُهٗ نَكْفِيْكَ فَقَالَ اِنَّهُمْ كَانُوْا لِاَصْحَابِنَا مُكْرِمِيْنَ وَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اُكَافِئَهُمْ۔ (شفاء قاضی عیاض باب "وفاءہ")

ابوقتادہ بیان کرتے ہیں کہ جب نجاشی کا وفد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اعزاز میں ان کی مہمان نوازی کرنے کے لئے خود اپنے ہاتھ سے کام میں مصروف ہو گئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ تشریف رکھیں ہم جو ہیں آپؐ کے خدام۔ ہم آپؐ کی خاطر آپ کے مہمانوں کی خدمت کریں گے۔ اس پر آپؐ نے بڑا ہی پیارا جواب صحابہؓ کو دیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ نہیں جب ہمارے دوست ان کے پاس گئے تھے تو انہوں نے ان کی بڑی عزت افزائی کی تھی۔ ان کی بڑی خدمت کی تھی۔ آج اتنی دیر کے بعد مجھے ان کی خدمت کا موقع ملا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میں خود اپنے ہاتھ سے ان کی خدمت کروں تاکہ ان کی اس وقت کی ہمارے دوستوں کی مہمان نوازی اور ان کی عزت افزائی کا کچھ بدلہ انہیں دے سکوں۔

شفا میں لکھا ہے:-

• وَلَمَّا جِیْئَ بِاُخْتِہٖ مِنَ الرَّضَاعَۃِ الشَّیْمَاءِ فِیْ سَبَایَا ھَوَازِنَ وَ تَعَرَّفَتْ لَہٗ بَسَطَ لَھَا رِدَاءَہٗ وَقَالَ لَھَا اِنْ اَحْبَبْتِ اَقَمْتِ عِنْدِیْ مُکَرَّمَۃً مُحَبَّبَۃً اَوْ مَتَّعْتُکِ وَرَجَعْتِ اِلٰی قَوْمِکِ فَاخْتَارَتْ قَوْمَھَا فَمَتَّعَھَا وَقَالَ اَبُوالطُّفَیْلِ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا غُلَامٌ اِذْ اَقْبَلَتْ اِمْرَاَۃٌ حَتّٰی دَنَتْ مِنْہُ فَبَسَطَ لَھَا رِدَاءَہٗ فَجَلَسَتْ عَلَیْہِ فَقُلْتُ مَنْ ھٰذِہٖ قَالُوْا اُمُّہٗ الَّتِیْ اَرْضَعَتْہُ۔

(شفا قاضی عیاض باب "وفاءہٗ")

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن شیما حوازن کے قیدیوں کے ساتھ قید ہو کر حضورؐ کے سامنے لائی گئیں۔ حضورؐ ان سے ایک لمبے عرصہ کے بعد پہلی دفعہ مل رہے تھے۔ حضورؐ نے ان کو پہچانا نہیں۔ انہوں نے خود حضورؐ سے اپنا تعارف کروایا اور کہا کہ میں حضورؐ کی رضاعی بہن ہوں۔ حضورؐ ان سے مل کر از حد خوش ہوئے فوراً اپنی چادر اپنی بہن کے لئے بچھا دی اور فرمایا کہ یہاں بیٹھو۔ اس کے بعد فرمایا اگر پسند کرو تو میرے پاس ٹھہر جاؤ میں تمہیں اپنے پاس بڑے احترام سے بڑے پیار سے رکھوں گا۔ لیکن اگر اپنے قبیلہ کے ساتھ واپس جانا چاہتی ہو تو بے شک چلی جاؤ میں تمہیں بہت سامال ومتاع دے کر واپس کروں گا۔ آپؐ کی بہن نے عرض کیا کہ میں اپنے قبیلہ کے ساتھ ہی واپس جانا چاہتی ہوں اس پر آپؐ نے ساز وسامان دے کر ان کو رخصت کیا۔

اسی طرح ابوطفیل بتاتے ہیں کہ یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں ابھی کم سن لڑکا ہی تھا

کہ میں نے ایک عورت کو حضورؐ کے پاس آتے دیکھا جب وہ حضورؐ کے قریب ہوئیں تو حضورؐ اُٹھ کے کھڑے ہو گئے اور ان کے بیٹھنے کے لئے اپنی چادر بچھا دی وہاں جو لوگ موجود تھے میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کون ہیں جن سے حضورؐ اتنے احترام سے پیش آئے ہیں تو انہوں نے مجھے بتایا کہ حضورؐ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ ہیں۔

- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰی اِمْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِيْجَةَ لِمَا كُنْتُ اَسْمَعُهٗ يَذْكُرُهَا وَاِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِيْهَا اِلٰی خَلَائِلِهَا وَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيْهِ اُخْتُهَا فَارْتَاحَ اِلَيْهَا وَدَخَلَتْ عَلَيْهِ امْرَأَةٌ فَهَشَّ لَهَا وَاَحْسَنَ السُّؤَالَ عَنْهَا فَلَمَّا خَرَجَتْ قَالَ اِنَّهَا كَانَتْ تَاْتِيْنَا اَيَّامَ خَدِيْجَةَ۔ (شفا قاضی عیاض باب "وفاءہ")

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپؐ کا تعلق محبّت و وفا ایسا دائمی اور ایسا گہرا تھا کہ اکثر ان کا ذکر کر کے ان کو یاد کیا کرتے۔ اُوپر کی حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ "مجھے جتنی جلن حضرت خدیجہؓ سے ہوتی تھی اتنی کبھی اپنی ان سوکنوں سے بھی نہ ہوئی جو میرے ساتھ حضورؐ کی ازدواجی زندگی میں برابر کی شریک تھیں اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضورؐ اکثر و بیشتر ہی حضرت خدیجہؓ کو یاد کر کے ان کا ذکر کیا کرتے تھے اور حضور جب بھی کوئی جانور ذبح کرتے تو اس کا گوشت ہمیشہ بڑے اہتمام کے ساتھ حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کے گھر بھیجتے۔ ایک دفعہ حضرت خدیجہؓ کی بہن ہمارے ہاں آئیں اور حضورؐ سے ملاقات کی خواہش کی حضورؐ نے فوراً ہی ان کو اپنے پاس بُلا لیا اور ان سے مل کر بہت ہی خوش ہوئے۔ اور ایک دفعہ تو یہ ہوا کہ ایک عورت جو میری ملنے والی نہیں تھی ہمارے ہاں آئی حضورؐ اس سے بہت ہی بشاشت کے ساتھ ملے اور بڑی اچھی طرح اس کا حال احوال پوچھا۔ جب وہ چلی گئی تو مجھے فرمایا کہ یہ عورت خدیجہؓ کی زندگی میں ہمارے ہاں آیا کرتی تھی۔

- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ لَمَّا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَسَمَ فِی النَّاسِ فِی الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَلَمْ يُعْطِ الْاَنْصَارَ شَيْئًا فَكَاَنَّهُمْ وَجَدُوْا اِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا اَصَابَ النَّاسَ ..... فَخَطَبَهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَمْ اَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰہُ بِیْ وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِيْنَ فَاَلَّفَكُمُ اللّٰہُ بِیْ وَعَالَةً فَاَغْنَاكُمُ اللّٰہُ بِیْ كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ اَمَنُّ قَالَ مَا يَمْنَعُكُمْ اَنْ

تُجِيبُوا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ قَالَ لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا أَتَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيرِ وَتَذْهَبُونَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رِحَالِكُمْ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا وَالْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ۔

(بخاری جلد دوم صفحہ ۶۲۰ کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف (الکرمانی جز ۱۶ صفحہ ۱۵۹ حدیث ۴۰۳۴) مسند احمد بن حنبل مصری جلد سوم صفحہ ۷۶ پر زیادہ تفصیل سے ہے)

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم کہتے ہیں کہ جب غزوۂ حنین کے موقع پر اللہ نے بہت سی غنیمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیں تو آپؐ نے یہ سب دولت جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے انہیں انکی تالیفِ قلب کے لئے تقسیم کر دی اور انصارِ مدینہ کو اس میں سے کچھ حصہ نہ دیا جس کو بعض انصار نے بہت محسوس کیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا تو آپؐ نے انصار کو اکٹھا کیا اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپؐ نے فرمایا کہ "اے انصار کے گروہ کیا یہ سچ نہیں کہ تم پہلے گمراہ تھے پھر خدا نے میرے ذریعہ سے تم کو ہدایت دی۔ تم پراگندہ تھے پھر خدا نے میرے ذریعہ سے تم میں اتفاق پیدا کیا اور کیا یہ بھی سچ نہیں کہ میرے مدینہ میں آنے سے پہلے تم مفلس تھے پھر خدا نے میرے ذریعہ سے تمہیں دولت مند بنا دیا"۔ راوی کہتے ہیں کہ حضورؐ کے ہر سوال پر انصار بس یہی جواب دیتے کہ خدا اور اس کے رسولؐ کا احسان ہم پر سب سے بڑھ کر ہے۔ اس پر حضورؐ نے انصار کو کہا کہ "یہ کیا بات ہوئی کہ میں تم سے جو سوال کرتا ہوں بس تم اس کا ایک ہی جواب دئے جاتے ہو کہ خدا اور اس کے رسولؐ کا احسان ہم پر سب سے بڑھ کر ہے تم مجھے وہ جواب کیوں نہیں دیتے جو جواب تم دے سکتے ہو۔ اگر تم چاہو تو تم میرے ہر سوال کے جواب میں یہ کہہ سکتے ہو اور اگر تم ایسا کہو گے تو یقیناً تم سچ کہہ رہے ہو گے اور میں تمہاری تصدیق کروں گا۔ تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اے محمدؐ تو ہمارے پاس اس حال میں آیا تھا کہ تو جھٹلایا گیا تھا اور ہم نے اس وقت تیری تصدیق کی تھی اور تجھے تیری قوم چھوڑ چکی تھی لیکن اس وقت ہم نے تیری مدد کی تھی اور ایک وہ وقت تھا کہ تجھے تیرے اپنوں نے دھتکار دیا

---

[1] مسند احمد بن حنبل میں درج تفصیل میں سے اس حصہ کا ترجمہ کیا ہے۔

تھا لیکن ہم نے اس وقت تجھے قبول کیا تھا اور تجھے پناہ دی تھی اور تُو ہمارے پاس اِس حال میں پہنچا تھا کہ تُو مالی لحاظ سے بہت کمزور تھا لیکن اس وقت ہم نے تجھے غنی کر دیا تھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ 'تم یہ جواب دیتے جاؤ اور مَیں یہ کہتا جاؤں گا کہ تم سچ کہتے ہو۔ لیکن اے انصار مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ لوگ تو بکریاں اور اُونٹ لے کر یہاں چلے جائیں لیکن تم خدا کے نبی کو لے کر اپنے گھروں کو لوٹو'۔

'اے انصار! مجھ میں تمہاری محبّت اور وفا تو ایسی ہے کہ اگر میرے لئے ہجرت مقدّر نہ ہوتی جس کے نتیجہ میں مَیں تمہارے پاس آگیا تو خدا مجھے تمہیں میں پیدا کرتا اور مَیں تم میں سے ہی ایک فرد ہوتا۔

اور اگر لوگ مختلف وادیوں یا گھاٹیوں میں سفر کر رہے ہوں تو مَیں یہ نہیں سوچوں گا کہ کونسا راستہ زیادہ بہتر ہے بلکہ اسی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا جس وادی یا گھاٹی میں تم انصار چلوگے۔ اے انصار! تم تو میرے ایسے قریب ہو جیسے میرے وہ کپڑے جو میرے بدن کے ساتھ چپٹے رہتے ہیں اور باقی لوگ تو میری اُوپر کی چادر کی طرح ہیں جس کو مَیں کبھی کبھی اتار بھی دیتا ہوں۔

• حَدَّثَنِیْ اَبُوْ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ یَقُوْلُ کَانَتْ بَیْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ مُحَاوَرَةٌ فَاَغْضَبَ اَبُوْبَکْرٍ عُمَرَ فَانْصَرَفَ عَنْهُ عُمَرُ مُغْضِبًا فَاتَّبَعَهٗ اَبُوْبَکْرٍ یَسْاَلُهٗ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لَهٗ فَلَمْ یَفْعَلْ حَتّٰی اَغْلَقَ بَابَهٗ فِیْ وَجْهِهٖ فَاَقْبَلَ اَبُوْبَکْرٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا صَاحِبُکُمْ هٰذَا فَقَدْ غَامَرَ قَالَ وَنَدِمَ عُمَرُ عَلٰی مَا کَانَ مِنْهُ فَاَقْبَلَ حَتّٰی سَلَّمَ وَجَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَصَّ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْخَبَرَ قَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ وَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَ اَبُوْبَکْرٍ یَقُوْلُ وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَاَنَا کُنْتُ اَظْلَمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْا لِیْ صَاحِبِیْ هَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْا لِیْ صَاحِبِیْ اِنِّیْ قُلْتُ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا فَقُلْتُمْ کَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ صَدَقْتَ۔ (بخاری کتاب التفسیر باب آیت "یا ایها النّاس

.... جمیعًا ص۱۱ جز ۱۸ شرح کرمانی حدیث ۴۳۲۶)

حضرت ابوادریس خولانی کہتے ہیں کہ ابودرداء بتایا کرتے تھے اور یہ بات میں نے خود ان سے سُنی ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی آپس میں کسی بات پر تکرار ہوگئی اور حضرت ابوبکرؓ کی کسی بات پر حضرت عمرؓ کو غصہ آگیا اور وہ اسی غصہ کی حالت میں وہاں سے چلے گئے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ سے معافی مانگنے کے لئے ان کے پیچھے ان کے گھر گئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ مَیں آپ کو معاف نہیں کروں گا اور گھر کا دروازہ بند کر لیا اس پر حضرت ابوبکرؓ اس خیال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ آنحضورؐ ان کی اور حضرت عمرؓ کی صلح کروا دیں۔ ابودرداء کہتے ہیں کہ اس وقت ہم حضورؐ کے پاس ہی بیٹھے تھے حضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو آتے دیکھا تو ان کے چہرے سے ان کی پریشانی کا اندازہ لگا لیا اور ہمیں فرمایا کہ "یہ جو تمہارا دوست ہے نا یہ تو بڑا ہی حوصلے والا[1] اور بڑا اعلیٰ اخلاق کا مالک ہے لیکن معلوم ہوتا ہے آج کسی سے جھگڑ کر آیا ہے۔"

حضرت ابو درداء کہتے ہیں کہ اسی دوران حضرت عمرؓ کو بھی بڑی ندامت محسوس ہوئی کہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا اور وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے سلام عرض کیا حضورؐ کے پاس بیٹھ گئے اور ساری بات بتائی حضورؐ کو جب یہ بات پتہ لگی تو حضورؐ حضرت عمرؓ پر بہت ناراض ہوئے اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ قصور تو میرا ہی تھا۔ مجھ سے زیادتی ہوئی عمرؓ کا تو کوئی قصور نہیں تھا لیکن آپ کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا اور آپ بڑی تکلیف کے ساتھ یہ کہتے تھے کہ اے لوگو کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ تم میرے دوست کو بس میرے ہی لئے رہنے دو۔ اگر تم اس سے محبت اور دوستی کا تعلق نہیں رکھ سکتے تو خدارا اِتنا تو کر دو کہ اس کو اِس حال میں چھوڑ دو کہ وہ صرف میرا ہی دوست رہے، میرا ہی ساتھی رہے اور اس کو تنگ نہ کرو۔ ایک اور بیان کے مطابق آپ کو اِس واقعہ سے اس قدر تکلیف ہوئی کہ آپ بار بار یہ بھی کہتے تھے کہ اے لوگو تم نے مجھے اور میرے دوست کو مکہ میں بھی نہیں رہنے دیا اور تم چاہتے ہو کہ اب ہم مدینہ میں بھی نہ رہیں اور یہاں سے بھی چلے جائیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ مَیں وہ وقت نہیں بھولا جب مَیں اکیلا تھا اور مَیں نے تم سب سے خدا کے الفاظ میں کہا تھا کہ اے لوگو مَیں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں لیکن میری اس دعوت سے تم نے مجھے

---

[1] "امّا صاحبکم ھذا فقد غامر" کا ترجمہ ہے۔

جھٹلا دیا تھا اور مجھ سے کہا تھا کہ تم جھوٹے ہو لیکن میرے اِس ساتھی نے مجھ سے اس وقت وفا کی تھی اور کہا تھا کہ نہیں یہ آپ کے منکر خود جھوٹے ہیں۔ آپ جو کہتے ہیں سچ کہتے ہیں مَیں آپ کی تصدیق کرتا ہوں اور آپ پر ایمان لاتا ہوں تو کیا یہ ہوسکتا ہے کہ آج مَیں اس کی وفا کا بدلہ یہ دوں کہ تمہاری خاطر اس کو چھوڑ دوں یہ نہیں ہوسکتا۔

لیکن آپ کو جو تعلق محبّت و وفا اپنے مولیٰ سے تھا وہ اور کسی سے نہیں تھا۔ وہ تعلق ابوبکرؓ سے بھی نہیں تھا۔ بخاری میں آتا ہے:۔

• حَدَّثَنَا مُسْلِمُ ابْنُ اِبْرَاھِیْمَ حَدَّثَنَا وُھَیْبٌ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْکُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ اُمَّتِیْ خَلِیْلًا لَّا تَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ وَلٰکِنْ اَخِیْ وَصَاحِبِیْ۔ (بخاری جلد اوّل کتاب المناقب باب قول النّبی صلی اللہ علیہ وسلم لوکنت متخذاً خلیلاً)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مَیں اِس بات کو اپنے لئے جائز سمجھتا کہ اللہ کے علاوہ اپنی امّت میں سے کسی کو ایسا دوست بنا لیتا کہ مَیں اپنی ساری محبت اور اپنی ساری توجہ اسے دے دیتا اور اپنا سب کچھ اس کے لئے وقف کر دیتا تو صرف ابوبکرؓ کو ایسا خلیل بناتا لیکن ایسا تعلق تو مَیں صرف اللہ سے رکھ سکتا ہوں ہاں ابوبکر میرا بھائی اور میرا ساتھی ہے۔

لیکن آپ کے خدا سے محبّت و وفا کے تعلق کا بیان نہیں کیا جاسکتا ہاں اس کا ایک ہلکا سا اندازہ آپ کی اُس دعا سے ہوتا ہے جو آپ نے بدر کے میدان میں جنگ شروع ہونے سے پہلے اپنے مولیٰ کے حضور میں کی۔

• عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ فِیْ قُبَّةٍ یَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَنْشُدُکَ عَھْدَکَ وَوَعْدَکَ اَللّٰھُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْیَوْمِ فَاَخَذَ اَبُوْبَکْرٍ بِیَدِہٖ فَقَالَ حَسْبُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَدْ اَلْحَحْتَ عَلٰی رَبِّکَ وَھُوَ فِی الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَھُوَ یَقُوْلُ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُھُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْھٰی وَاَمَرُّ۔ (بخاری جلد اوّل کتاب الجہاد باب ما قیل فی الدرع)

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خیمہ میں (جو دشمن کی نقل و حرکت کا جائزہ لینے کے لئے ایک چبوترہ پر بنایا گیا تھا) یہ دعا کی:

اے اللہ! مَیں تجھے تیرے عہد کا واسطہ اور تیرے وعدے کی قسم دے کر دعا کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تیری مرضی ہماری ہلاکت کی ہے (تو ہم حاضر ہیں لیکن) پھر آج کے بعد تیری عبادت نہیں کی جائیگی۔ اے اللہ! تُو جانتا ہے کہ یہ میری تڑپ اور یہ میری بے قراری اِس لئے نہیں کہ مَیں اپنی جان کو، یا اپنے ساتھیوں کی جانوں کو کوئی قیمت دیتا ہوں مَیں تو صرف تیرے نام کی عظمت چاہتا ہوں۔ اور اگر تیرے نام کی عظمت میرے زندہ رہنے میں ہے تو پھر مَیں زندہ رہنا چاہتا ہوں اور اگر تیرے نام کی عظمت میری موت سے وابستہ ہے تو تُو جانتا ہے کہ سب سے پہلے مَیں تیرے لئے جان دوں گا مَیں تو تجھے صرف یہ کہتا ہوں کہ اگر آج ہم زندہ رکھے جائیں گے اور تیری جناب سے تیرے وعدوں کے مطابق ان مُشرکوں پر غالب آجائیں گے تو تیرا نام بلند ہوگا لیکن آج اگر ہم لوگ مارے گئے تو پھر یہ مشرک تمام عمر تیرے بندوں کو یہ طعنہ دیتے رہیں گے کہ ہبل کے بندوں نے ان کو جو اپنے آپ کو اللہ کے بندے کہتے تھے بدر کے میدان میں ہلاک کر دیا تھا اور یہ تیرے نام کے مقابل پر اپنے جھوٹے خداؤں کے ناموں کو بلند کرنے میں اَور دلیر ہو جائیں گے۔ میرے مولیٰ! مَیں جانتا ہوں کہ تُو بے نیاز ہے۔ میرے مولیٰ یہ تیری شان ہے لیکن مَیں اپنے اِس دل کو کہاں لے جاؤں، مَیں کیا کروں مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوتا کہ مُشرک یہ موقع پائیں کہ تیرے نام کے مقابل پر اپنے بُتوں کے نام بلند کر سکیں، پس مَیں تجھ کو تیرے نام کی عظمت کا واسطہ دیتا ہوں کہ تُو اپنے وعدوں کو یاد کر اور آج اس میدان میں اپنے نام کو بلند کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت اس دعا کے وقت جیسا کہ روایات میں مذکور ہے یہ تھی کہ آپؐ بارگاہِ الوہیّت میں سجدہ ریز تھے۔ سینہ ہنڈیا کی طرح اُبل رہا تھا اور سارا بدن دعا کے جوش سے لرز رہا اور کانپ رہا تھا۔ یہ بدن کا لرزہ ایسا شدید تھا کہ آپؐ کے کندھے کی چادر گر گر جاتی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ جیسے وفا شعار ساتھی سے اپنے آقاؐ کی یہ تکلیف دیکھی نہیں گئی پیچھے سے آکر حضورؐ کو اپنے بازوؤں سے سہارا دیکر تھام لیا ہے زیادہ بول تو نہیں سکے بس اِتنا کہا ہے حَسْبُكَ کہ یا رسول اللہ اب تو بس کیجئے آپ نے تو حد کر دی آپؐ اپنے رب سے مانگنے اور تضرع و ابتہال کو انتہاء پر پہنچا دیا خدارا اب تو بس کیجئے۔ تب خدا کا رسول بڑی شان کے ساتھ اس جھونپڑی سے زرع پہنے ہوئے باہر نکلا تو زبانِ مبارک پر یہ مژدہ تھا سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ (سورۃ القمر آیت ۴۵) کہ خدا کی عطا کردہ قوت اور طاقت سے یہ سب لشکر پسپا ہونگے اور دُم دبا کر بھاگ

شذرات

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

۱:- ایک صدی قبل نشأۃِ ثانیہ کے لئے امیدِ بہار:-

● عن حذیفة بن یمان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا مضت الف ومائتان واربعون سنة یبعث الله المهدی۔

(النجم الثاقب جلد ۲ صہ ۲۰۹)

کہ حذیفہ بن یمان سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ۱۲۴۰ء گذر جائے گا تو اللہ تعالیٰ مہدی کو مبعوث کرے گا۔

● حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح "تفہیماتِ الٰہیہ" میں رقمطراز ہیں:-

"علمنی ربی جل جلاله ان القیامة قد اقتربت والمهدی تهیأ للخروج۔"

کہ میرے رب نے مجھے الہاماً بتایا ہے کہ قیامت قریب ہے اور مہدی خروج کے لئے تیار ہے۔

● نیز ایک حوالہ حجج الکرامہ نے نقل کیا ہے:-

"وگویند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تاریخ ظہور او در لفظ چراغ دین یافتہ وبحساب جمل عدد وی یک ہزار و دو صد و شصت وہشت میشود۔" (حجج الکرامہ صہ ۳۹۴)

کہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ امام مہدی کے ظہور کی تاریخ لفظ "چراغ دین" کے اندر ہے اور حساب جمل سے اس کے عدد ۱۲۶۸ھ بنتے ہیں۔

● نواب صدیق حسن خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"میں کہتا ہوں اس حساب سے ظہورِ مہدی کا شروع تیرھویں صدی پر ہونا چاہیئے تھا مگر یہ صدی پوری گذر گئی مہدی نہ آئے اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آئی ہے اس صدی سے اس

کتاب کے لکھنے تک چھ مہینے گذر چکے ہیں شاید اللہ تعالیٰ اپنا فضل و عدل رحم و کرم فرمائے چار چھ برس کے اندر مہدی ظاہر ہو جاویں۔" (اقتراب الساعۃ صـ۲۲۱)

● پھر فرماتے ہیں :-

"برہر تقدیر ظہور مہدی بر سر صد آئندہ احتمال قوی ظاہر دارد۔" (حجج الکرامہ صـ۵۲)

کہ بہر حال قوی احتمال ہے کہ مہدی کا ظہور آئندہ صدی کی ابتداء میں ہو جاوے۔

● خواجہ حسن نظامی مشہور صوفی سجادہ نشین درگاہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ لکھتے ہیں :-

"ممالکِ اسلامیہ کے سفر میں جتنے مشائخ اور علماء سے ملاقات ہوئی میں نے ان کو امام مہدی کا بڑی بے تابی سے منتظر پایا۔ شیخ سنوسی کے ایک خلیفہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اسی ۱۳۳۰ھ میں امام ممدوح ظاہر ہو جائیں گے۔" (اخبار اہلحدیث جنوری ۱۹۱۲ء)

● صاحب الصراط السوی تحریر فرماتے ہیں ؎

بیا اے امام صداقت شعار ۔ کہ بگذشت حد از غم انتظار

(الصراط السوی صـ۳۶۳)

ب ۔ سَو سال بعد : بُتوں سے امید خدا سے نومیدی :-

● "لیبیا ہو کہ فلسطین و دمشق و لبنان ۔ مشکلیں ان کی ہر اک گام پہ آساں کر دے

اب نہیں عالمِ اسلام سے کوئی امید ۔ روس و امریکہ کو اللہ مسلماں کر دے

(رئیس امروہی ۔ جنگ لاہور ۲۶ اپریل ۱۹۸۶ء)

● "۱۹۸۵ء کے اختتام کے ساتھ عالمِ اسلام کے اضطراب کا ایک اور سال ختم ہوتا ہے۔ گذشتہ چند قرنوں سے عالمِ اسلام پر انحطاط، مایوسی اور بے دلی کی جو کیفیت طاری ہے پچھلا سال بھی اس کا مظہر تھا۔" (احیائے اسلام میں احیائے دین کی تحریکیں ۔ نوائے وقت ۱۴ اپریل ۱۹۸۶ء)

● "آمد مسیح و مہدی سے متعلق حدیث کی حقیقت کو بے نقاب کیا جانا ضروری تھا لیکن اس سے وہ تباہیاں رُک نہیں سکتیں جن کا شکار صدیوں سے امت ہو رہی ہے۔ اس کا تو صرف ایک علاج ہے کہ کوئی صاحبِ ہمت مردِ مسلمان کسی خطۂ زمین میں قرآن کا قانون نافذ کر دے۔ اس کے بعد امت کو کِسی آنے والے کا انتظار نہیں رہے گا۔"

(طلوعِ اسلام مئی ۱۹۵۳ء صـ۴۶)

● آج پاکستان کی سرزمین علمائے حق اور مشائخِ اسلام کو مدد کے لئے پکار رہی ہے اور دھرتی کے

لوگ تمام مسالک کے مبلغوں، واعظوں اور مقرروں سے التجا کرتے ہیں کہ وہ فرقہ پرستی کے آتش فشاں کو آگ و خون کا لاوا اُبلنے سے پہلے بند کر دیں ورنہ ہمارا نام و نشان مٹ جائے گا۔

(سنڈے مشرق ۲۵ مئی ۱۹۸۶ء)

ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں

لاہور (سٹاف رپورٹر) اقوامِ متحدہ میں انسانی حقوق کے بین الاقوامی قوانین کی ماہر کیرین پارکر نے کہا ہے کہ پاکستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے بارے میں بین الاقوامی سطح پر بازگشت سُنائی دے رہی ہے۔ پاکستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے بارے میں اقوامِ متحدہ نے پہلی بار ایک قرارداد منظور کی ہے۔ انہوں نے گذشتہ روز ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں انسانی حقوق کے متاثرہ افراد کو مدد کی ضرورت ہے اور یہاں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے اثرات دیگر ممالک پر بھی پڑنے کا اندیشہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اقوامِ متحدہ نے اپنی ایک قرارداد میں قادیانیوں کے بارے میں آرڈیننس نمبر ۲۰ کو انسانی حقوق کے منافی قرار دیا ہے۔ یہ آرڈیننس حقِ آزادی، حقِ تحفّظ، سوچ کی آزادی، آزادیٔ اظہار اور مذہبی اقلیتوں کی آزادی کے منافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اقوامِ متحدہ میں اِس قرارداد کی کسی مسلم ملک نے مخالفت نہیں کی تاہم ایک مسلم ملک الجیریا نے اِس قرارداد کی حمایت کی تھی۔ پاکستان کے نمائندہ نے اس قرارداد پر کہا تھا کہ مارشل لاء کے خاتمے کے بعد اس قانون کو عدالتوں میں چیلنج کیا جاسکے گا لیکن مارشل لاء کے خاتمے کے بعد اِس قانون کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ کیرین پارکر نے کہا کہ پاکستان میں سینہ پر کلمہ طیّبہ لگانے کے سلسلے میں ۴۰۰ قادیانیوں کو گرفتار کیا گیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے اقوامِ متحدہ میں بھارتی مسلمانوں اور ایرانی سپاہیوں پر مظالم کے بارے میں بھی آواز بلند کی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے لاہور میں سیاسی قیدیوں کے اہلِ خانہ سے بھی ملاقات کی ہے۔ پاکستان میں بچّوں کی مزدوری اور بچّوں کے اغوا اور فروخت کے مسائل بھی موجود ہیں۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہاں خواتین کے حقوق بھی سلب کئے گئے ہیں۔

(روزنامہ جنگ ۳۰۔ اپریل ۱۹۸۶ء صفحہ ۸/۷)

"آئیے اِس آئینہ میں ذرا اپنا چہرہ دیکھیں"

ارشاد احمد صاحب حقانی مندرجہ بالا عنوان کے تحت رقمطراز ہیں:۔

" ایک خاص قسم کے مذہبی حلقوں سے باہر آپ ان فقہی اختلافات کا تذکرہ کر کے دیکھئے اور اس پر

تعلیم یافتہ تو کجا اَن پڑھ عوام کا ردِ عمل سُننے آپ کو خود اندازہ ہو جائے گا کہ جس " مقدس مناقشہ بازی " میں آپ حضرات مصروف ہیں لوگ اسے اقبالؔ کے الفاظ میں " دینِ مُلّا فی سبیل اللّٰہ فساد " ہی سمجھتے اور کہتے ہیں۔ اہلِ مذہب اپنے اپنے مخصوص حلقوں میں بیٹھ کر اپنی روش اور اپنی خدمات کے بارے میں جو چاہیں رائے قائم کرتے رہیں اور اپنی جدوجہد کو حفظِ دین کا مقدس جہاد قرار دیتے رہیں ان محدود اور مخصوص حلقوں سے باہر تفرقہ بازی کے خلاف نفرت کا طوفان تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کہنے والے کہتے ہیں کہ عوام کو جب بھی موقع ملا ہے انہوں نے مذہبی جماعتوں اور مذہبی قیادتوں کو بالعموم رَدّ کر دیا ہے اور مذہبی تنازعات میں نہ اُلجھنے والی قیادتوں اور جماعتوں کو اپنے اعتماد کا مستحق قرار دیا ہے۔ ان دنوں بھی اس کیفیت کے مظاہر دیکھنے میں آ رہے ہیں۔ ہے کوئی عبرت حاصل کرنے والا۔ ہماری دعا ہے کہ خدا دین و مذہب کے تمام نادان دوستوں کو اتنی بصیرت عطا کرے کہ وہ وقت کے تقاضوں کا احساس کریں اور دین کی ابدی تعلیمات اور دائمی صداقتوں پر اپنی توجہ مرکوز کر کے اپنی عزت اور عوام کی دین پسندی کا تحفظ کریں ورنہ وقت کا قاضی ان سب کو اٹھا کر تاریخ کے کوڑا دان میں پھینک دے گا اور کوئی ان کا عزت سے نام لینے والا باقی نہ بچے گا۔"

(روزنامہ جنگ ۴ مئی ۱۹۸۶ء صـ۳)

شرمناک زیادتی

"جنگ" اپنے ادارتی نوٹ میں زیرِ عنوان "بلغاریہ کے مسلمان" لکھتا ہے :-

" ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ کے مطابق بلغاریہ میں بسنے والے ترک مسلمانوں کی ثقافتی شناخت ختم کرنے کے لئے حکومت کی مہم کے دَوران سینکڑوں ترک باشندوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ ایک عینی شاہد کے حوالے سے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ حکام نے ایک گاؤں کے گرد ٹینکوں کا گھیرا ڈال کر ترک مسلمانوں کو تبدیل شدہ ناموں کے شناختی کارڈ لینے پر مجبور کیا اور ترک مسلمانوں کے احتجاج پر ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی گئی۔ رپورٹ کے مطابق اب تک بلغاریہ میں رہنے والے نو لاکھ ترک مسلمانوں کے نام زبردستی تبدیل کر دئے گئے ہیں اور انہیں اپنا روایتی لباس پہننے کی بھی ممانعت کر دی گئی ہے .... کسی اقلیت کی عبادت گاہوں پر قفل ڈال دینا، مذہبی کتب کے مطالعہ کو قابلِ تعزیر جرم قرار دینا حتیٰ کہ اسے اپنے روایتی ناموں اور لباس تک کے استعمال سے روکنا ایسی شرمناک زیادتی ہے جس کا بین الاقوامی اداروں کے ساتھ ساتھ عالمِ اسلام میں سختی سے نوٹس لینا چاہیئے کیونکہ حکومتِ بلغاریہ کا یہ طرزِ عمل جہاں اسلامی اقدار و روایات سے کھلے تصادم کا پہلو لئے ہوئے ہے وہاں اقوامِ متحدہ کے منشور

اور مسلّم انسانی حقوق کی بھی صریح خلاف ورزی کے مترادف ہے اور بلغاریہ کی حکومت کو اس کی اجازت نہیں دی جانی چاہیئے۔" (جنگ ۷، اپریل ۱۹۸۶ء صـــ۵،۳)

شعروادب

جناب فضل روپڑی

ایک ہنگامہ ہے حرب وضرب اور اضداد کا
سامنا اِسلام کو ہے کفر اور الحاد کا
نام مِٹ جائے جہاں سے نالہ وفریاد کا
یا نکل جائے جنازہ مہر و استبداد کا
ظلم بڑھ جاتا ہے جب حد سے تو آتا ہے زوال
نام تک باقی نہیں رہتا کِسی جلّاد کا
ساری قوموں میں ہے قائم اتفاق و اتحاد
ہے خلاف اسلام ہی کے سلسلہ بیداد کا
سارے کوشاں ہیں مٹانے کے لئے اِسلام کو
امتحاں ہے حق و باطل کی اب استعداد کا
اِک نظر بھاتا نہیں اِسلام کا ان کو وجود
یاخدا فضل وکرم کر وقت ہے امداد کا

(محدّث جلد ۱۶ عدد ۷، صـــ۱۳ اپریل ۱۹۸۶ء)

دِل کی ہر خواہش، نظر کی جستجو
زندگی کی ہر حسیں تر آرزو
جان - مال - اولاد - عزّت آبرو
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا

(عبدالمنان ناہید)

خدا تعالیٰ کی رحمت جذب کرنے کا ذریعہ ــ نمازِ تہجّد

(ارشاداتِ عالیہ حضرت مصلح موعودؓ)

جہاں عباد الرحمٰن کی یہ خصوصیّت بتائی گئی ہے کہ وہ مصائب اور مشکلات کے اوقات میں جو رات کی تاریکیوں سے مشابہت رکھتے ہیں دعاؤں اور گریہ وزاری سے کام لیتے اور خدا تعالیٰ کے آستانہ پر جُھکے رہتے ہیں وہاں اس میں تہجّد کی ادائیگی بھی عباد الرحمٰن کا شعار قرار دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ان کی راتیں خراٹے بھرتے ہوئے نہیں گزرتیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی محبّت اور عبادت میں گزرتی ہیں۔ وہ جسمانی تاریکی دیکھ کر ڈرتے ہیں کہ کہیں ان پر رُوحانی تاریکی بھی نہ آجائے۔ اور وہ دُعاؤں اور استغفار اور انابت سے خدا تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے نمازِ تہجّد کی اہمیّت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے کہ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا (مزمّل) یعنی رات کا اُٹھنا انسانی نفس کو مسلنے میں سب سے زیادہ کامیاب نسخہ ہے اور رات کو خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گرے رہنے والوں کی روحانیت ایسی کامل ہو جاتی ہے کہ وہ ہمیشہ سچ کے عادی ہو جاتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازِ تہجّد کا اِس قدر خیال رہتا تھا کہ آپؐ بعض دفعہ رات کو اُٹھ کر چکّر لگاتے اور دیکھتے کہ کون کون تہجّد پڑھ رہا ہے۔ ایک دفعہ مجلس میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ذکر آگیا کہ وہ بڑی خوبیوں کے مالک ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں بڑا اچھا ہے بشرطیکہ تہجّد بھی پڑھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں حضرت عبداللہ بن عمرؓ تہجّد پڑھنے میں سُستی کرتے ہوں گے۔ رسول کریمؐ نے اس ذریعہ سے انہیں توجہ دلائی کہ وہ اپنی اس سُستی کو دُور کریں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اسی دن سے تہجّد کی نماز میں باقاعدگی اختیار کرلی۔

ایک دفعہ رات کے وقت آپؐ اپنے داماد حضرت علیؓ اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے گھر گئے اور باتوں باتوں میں دریافت فرمایا کہ کیا تم تہجّد بھی پڑھا کرتے ہو۔ حضرت علیؓ نے کہا یا رسُول اللہ! پڑھنے کی کوشش تو کرتے ہیں مگر جب خدا تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت کسی وقت آنکھ نہیں کُھلتی تو نماز رہ جاتی ہے آپؐ اسی وقت اُٹھ کر اپنے گھر کی طرف چل پڑے اور بار بار فرماتے وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ

جدلاً (بخاری کتاب الکسوف باب التہجد فی اللیل) یعنی انسان اپنی غلطی تسلیم کرنے کی بجائے مختلف قسم کی تاویلیں کر کر کے اپنے قصور پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ آپؐ کا مطلب یہ تھا کہ بجائے اس کے کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرتے انہوں نے یہ کیوں کہا کہ جب خدا کا منشاء ہوتا ہے کہ ہم نہ جاگیں تو ہم سوئے رہتے ہیں۔ اس طرح اپنی غلطی کو اللہ تعالیٰ کی طرف کیوں منسوب کیا۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ اگر رات کو میاں کی آنکھ کھلے اور وہ تہجد کے لئے اُٹھے تو اپنی بیوی کو بھی تہجد کے لئے جگائے اور اگر وہ نہ اُٹھے تو اس کے مُنہ پر پانی کا ہلکا سا چھینٹا دے اور اگر بیوی کی آنکھ کھل جائے اور اس کا میاں جگانے کے باوجود نہ اُٹھے تو اس کے مُنہ پر پانی کا ہلکا سا چھینٹا دے۔ آپؐ تہجد کی اہمیت پر اس قدر زور دیا کرتے تھے کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ رات کے آخری حصّہ میں اپنے بندوں کے قریب آجاتا ہے اور ان کی دعاؤں کو دن کی نسبت بہت زیادہ قبول کرتا ہے۔

آپؐ نے ایک دفعہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ انسان نوافل کے ذریعہ مجھ سے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے۔ اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ رات کا اُٹھنا انسان کو اللہ تعالیٰ کے کس قدر قریب کر دیتا ہے ۔

"ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقع بہر حال مل جائے گا۔ اس وقت کی دعاؤں میں ایک تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں جب تک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو اس وقت تک ایک شخص خوابِ راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے؟ پس اس وقت کا اُٹھنا ہی ایک دردِ دل پیدا کر دیتا ہے جس سے دُعا میں رِقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی اضطراب اور اضطرار قبولیتِ دعا کا موجب ہو جاتے ہیں لیکن اگر اُٹھنے میں سُستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل میں نہیں۔"

(ملفوظات حضرت بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ جلد پنجم)

ناظمینِ اضلاع انصار اللہ توجہ فرمائیں

امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ وقفِ زندگی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی تحریک کے بارہ میں آپ کی خدمت میں درخواست کی گئی تھی اب دوبارہ بطور یاددہانی آپ کی خدمت میں درخواست ہے کہ میٹرک کے امتحان کا نتیجہ نکل چکا ہے لیکن گزشتہ سال کی نسبت اِس سال ابھی تک بہت کم درخواستیں جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے موصول ہوئی ہیں۔ براہِ مہربانی آپ اپنے حلقہ کے میٹرک، ایف۔اے، بی۔اے اور ایم۔اے پاس ذہین ہونہار، دین کی خدمت کا شوق رکھنے والے مخلص نوجوانوں میں وقفِ زندگی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی تحریک کی طرف خصوصی توجہ فرما کر ممنون فرمائیں اور اپنے حلقہ سے زیادہ سے زیادہ طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے بھجوانے کی کوشش فرمائیں۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے انٹرویو انشاء اللہ تعالیٰ ۲۳ر اگست ۱۹۸۶ء کو ہوگا لیکن داخلہ کیلئے درخواستوں کے موصول ہونے کی آخری تاریخ ۷ر اگست مقرر کی گئی ہے۔ داخلہ کے لئے درخواستیں ۷ر اگست سے پہلے مقامی جماعت کے امیر یا صدر کی سفارش کے ساتھ وکالتِ دیوان تحریکِ جدید ربوہ میں پہنچ جانی چاہئیں تاکہ انٹرویو سے پہلے کوائف مکمل کئے جاسکیں۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے اصولاً امیدوار کی عمر ۱۷ سال یا اس سے کم اور تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن (۴۵ فیصد نمبر) ہونا ضروری ہے۔ ایف۔اے، بی۔اے، اور ایم۔اے پاس کے لئے عمر اس سے زیادہ بھی ہوسکتی ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود نوّر اللہ مرقدہٗ وقفِ زندگی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"میں جماعت کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے اخلاص کا ثبوت دے اور نوجوان زندگیاں وقف کریں۔ ہر احمدی گھر سے ایک نوجوان ضرور اِس کام کے لئے پیش کیا جائے۔ مدرسہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے ہر سال کم از کم پچاس طالبِ علم آنے چاہئیں سَو ہوں تو بہتر ہے۔"

قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ ثالث حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب جامعہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد کو دیکھتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ہمارے احمدی نوجوان زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنی زندگیاں خدمتِ دین کے لئے وقف کریں اور یہاں مرکز میں رہ کر تربیت حاصل کریں اور اس کے بعد بیرونِ پاکستان اشاعتِ دین کا فریضہ ادا کریں ...... لیکن جس تعداد میں نوجوان جامعہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں

اور ایک لمبے عرصہ تک تعلیم حاصل کر کے باقاعدہ مربّی بنتے ہیں اسے دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہماری ضرورت کے ہزارویں حصّہ کو بھی پورا نہیں کر سکتے"۔

جامعہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد بڑھانے کے لئے مجلسِ مشاورت کا فیصلہ ہے:

"ہر ضلع کی جماعت ۲۵۰ چندہ دہندگان پر کم از کم ایک میٹرک پاس طالبِ علم جامعہ احمدیہ میں برائے تعلیم بھجوائے"۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کو ان ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو سلسلہ کی مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کی حقیر کوششوں میں برکت ڈالے۔ آمین

نوٹ:۔ امیدواران کو ہدایت فرمائیں کہ وہ درخواستوں پر اپنا نام، پتہ، عمر، تعلیم، حاصل کردہ نمبر اور ڈویژن بھی درج کریں۔

خاکسار

(وکیل الدیوان تحریکِ جدید ربوہ ضلع جھنگ)

وقت کی اہم ضرورت ــــ وقفِ جدید

ناظمین و زعماء کرام انصار اللہ سے شعبہ وقفِ جدید کے ضمن میں خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔ درج ذیل امور آپ کی خصوصی توجہ کے مستحق ہیں:۔

- وقفِ جدید کی تحریک میں تمام انصار کو شامل فرمائیں۔
- معاونینِ خصوصی اور ننھے مجاہدین کی صفوں میں زیادہ سے زیادہ انصار و اطفال کو شامل فرمائیں۔
- بجٹ وقفِ جدید کی تدریجی وصولی کا اہتمام کیا جائے اور سیکرٹری صاحب وقفِ جدید سے اِس ضمن میں پورا تعاون فرمائیں۔
- شعبہ وقفِ جدید کے تحت دعوتِ ارشاد کے لئے زیادہ سے زیادہ معلمین کی ضرورت ہے کوشش کریں کہ ہر ضلع سے کم از کم دو انصار ضرور اِس غرض کے لئے اپنے نام وقف کریں۔ ان کے نام مرکز میں بھی ارسال کریں۔

(قائد وقفِ جدید مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

مرکزی امتحان دوم سہ ماہی ۱۳۶۵ ہش ۱۹۸۶ء

مجلس انصار اللہ کے مرکزی امتحان سہ ماہی دوم ۱۹۸۶ء کے پرچے ناظمین اضلاع کے ذریعہ تمام مجالس کو بھجوا دئے گئے ہیں۔ ناظمین کرام سے درخواست ہے کہ امتحانی پرچے جلد از جلد زعماء تک پہنچا دیں اور زعماء اپنی مجلس کے زیادہ سے زیادہ انصار کو شریکِ امتحان کر کے حل شدہ پرچے وصول کر کے ایک ہفتہ کے اندر اندر مرکز کو بھجوا دیں۔ تاکیدی امر ہے۔

نیز جن زعماء کو ابھی تک پرچہ جات موصول نہ ہوئے ہوں وہ از خود ناظم صاحب ضلع سے رابطہ قائم کر کے پرچے حاصل کر لیں یا پھر مرکز کو براہِ راست کارڈ لکھ کر حسبِ ضرورت پرچے طلب فرماویں۔

بطور یاد دہانی سہ ماہی دوم کا نصاب درج ذیل ہے:۔

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۲۷ ربع اوّل۔

۲۔ کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" از صفحہ ۱۰۱ تا صفحہ ۱۳۵ (عنوان "سچائی" تا "عالمِ معاد")

۳۔ کتاب "اسلام کا اقتصادی نظام" از صفحہ ۴۵ تا صفحہ ۹۵ (دولت کے غلط استعمال سے مفتوحہ علاقوں کی زمین تک)

۴۔ کتاب "بنیادی نصاب" شائع کردہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔

اللہ تعالیٰ سب انصار بھائیوں کو علمِ قرآن، علمِ حدیث اور تمام روحانی خزائن یعنی کتب حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باقاعدہ مطالعہ کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور انصار اسی طرح علم و معرفت کے میدان میں آگے ہی آگے بڑھنے کی توفیق حاصل کرتے رہیں۔ آمین

(قائد تعلیم مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

پیارے آقا کا محبّت بھرا اسلام

امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی ہے اور حضور تمام احبابِ جماعت کو محبّت بھرا السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہتے ہیں ۔

انصار اللہ

ضمیمہ ماہنامہ

ربوہ

جولائی ۱۹۸۶ء

(ایڈیٹر) مرزا محمد الدین ناز

اللہ تعالیٰ نے پاکستان کی جماعتوں کو مشکلات کے باوجود غیر معمولی قربانی کی توفیق بخشی ہے

سوا دو کروڑ روپے کے سالانہ بجٹ کے مقابلہ میں ۲ کروڑ ۴۸ لاکھ ۲۴ ہزار روپے کی وصولی ہوئی

اخلاص کیساتھ قربانی کرنے والوں کو خدا تعالیٰ اپنی بے حساب برکتوں اور انعاموں سے نوازتا ہے

بیت الفضل لندن میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ر جولائی ۱۹۸۶ء کا خلاصہ

لنڈن۔ (۴ر وفا ر جولائی) سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹھیک ہے۔ حضور تمام احباب جماعت کو محبت بھرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہیں۔

آج یہاں بیت الفضل میں نماز جمعہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے پڑھائی اور نماز سے قبل خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ چونکہ یہ جماعت احمدیہ کے نئے مالی سال کا پہلا جمعہ تھا اسی مناسبت سے حضور نے گزشتہ مالی سال کے بجٹ اور وصولی کا ذکر فرمایا اور انفاق فی سبیل اللہ کے نتیجہ میں ملنے والے انعامات وافضال پر روشنی ڈالی۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور

(باقی صفحہ ۵ پر دیکھیں)

ضمیمہ

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

وفا ۱۳۶۵ ہش

جولائی ۱۹۸۶ء

★★★★★

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

مدیرانِ اعزازی

- ملک صلاح الدین صاحب بھارت
- مبارک احمد صاحب ساقی لندن
- کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

★★★★★★

پبلشر:۔ چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:۔ قاضی منیر احمد

مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۴۸۳

قیمت ... ایک روپیہ

صحت کی اطلاع

ربوہ: ۹ وفا / جولائی ۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ :۔

"بائیں ہاتھ میں تا حال تکلیف ہے"

احباب کرام توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت بیگم صاحبہ موصوفہ کو صحتِ کاملہ عطا فرمائے اور برکتوں سے معمور طویل عمر عطا فرمائے آمین۔

مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ ساہیوال، مکرم نعیم الدین صاحب اور ان کے ساتھیوں نیز مکرم پروفیسر ناصر احمد صاحب قریشی و مکرم رفیع احمد صاحب قریشی (سکھر) کے لئے احباب خصوصیت کے ساتھ درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں۔

انعامی مقابلہ۔ بر موقع صد سالہ جوبلی

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے صد سالہ جوبلی کے موقع پر ایک تحریری انعامی مقابلہ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ بہترین مقالہ نگار کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

عنوان مقالہ:۔ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی بانیٔ سلسلہ احمدیہ ..... کی بعثت کے بعد پہلی صدی میں پوری ہونے والی پیشگوئیاں۔

شرائط مقالہ:۔

۱۔ حجم مقالہ: ۱۳ تا ۱۵ فل سکیپ صفحات۔

۲۔ مقالہ خوشخط اور کاغذ کے ایک طرف لکھا ہونا چاہیئے۔

۳۔ ہر منتخب شدہ پیشگوئی کب کی۔ کب پوری ہوئی۔ چیدہ چیدہ واقعات اور عام تاثرات پر روشنی

۴۔ تحریر غلطیوں سے پاک ہو اور زبان عمدہ ہو۔

۵۔ مقالہ میں دیئے گئے حوالاجات درست اور مکمل ہوں۔ نام کتاب اور صفحات کے نمبروں کا اندراج ہو۔

۶۔ مقالہ بھرپور مطالعہ کے بعد خود تحریر کیا جائے۔ بعد میں انٹرویو ہو گا۔

۷۔ مرکز میں مقالہ وصول ہونے کی آخری تاریخ یکم جنوری ۱۹۸۸ء ہے۔ (صدر راہبر کمیٹی جشن صد سالہ)

– ملفوظات سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ –

دعا کے لوازم میں سے ہے کہ دل پگھل جاوے اور روح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرے

پھر ضروری ہے کہ انسان بے صبر اور جلد باز نہ ہو بلکہ صبر اور استقامت کے ساتھ دعا میں لگا رہے۔

نماز کیا ہے؟ یہ ایک دعا ہے جس میں پورا درد اور سوزش ہو، اسی لئے اس کا نام صلوٰۃ ہے کیونکہ سوزش اور فرقت اور درد سے طلب کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بدارادوں اور بُرے جذبات کو اندر سے دُور کرے اور پاک محبت اس کی جگہ اپنے فیضِ عام کے ماتحت پیدا کردے۔

صلوٰۃ کا لفظ اِس امر پر دلالت کرتا ہے کہ نِرے الفاظ اور دعا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ضروری ہے کہ ایک سوزش رقت اور درد ساتھ ہو۔ خدا تعالیٰ کسی دعا کو نہیں سنتا جب تک دعا کرنے والا موت تک نہ پہنچ جاوے۔ دعا مانگنا ایک مشکل امر ہے اور لوگ اس کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں۔۔۔۔

دعا کے لوازم میں سے یہ ہے کہ دل پگھل جاوے اور روح پانی کی طرح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرے اور ایک کرب اور اضطراب اس میں پیدا ہو اور ساتھ ہی انسان بے صبر اور جلد باز نہ ہو بلکہ صبر اور استقامت کے ساتھ دعا میں لگا رہے۔ پھر توقع کی جاتی ہے کہ وہ دعا قبول ہوگی۔ نماز بڑی اعلیٰ درجہ کی دعا ہے مگر افسوس لوگ اس کی قدر نہیں جانتے اور اس کی حقیقت صرف اتنی ہی سمجھتے ہیں کہ رسمی طور پر قیام رکوع سجود کر لیا اور چند فقرے طوطے کی طرح رٹ لئے خواہ اسے سمجھیں یا نہ سمجھیں۔۔۔۔ نماز سے بڑھ کر خدا کی طرف لے جانے والی کوئی چیز نہیں۔ جب انسان قیام کرتا ہے تو وہ ایک ادب کا طریق اختیار کرتا ہے۔ ایک غلام جب اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ دست بستہ کھڑا ہوتا ہے۔ پھر رکوع بھی ادب ہے جو قیام سے بڑھ کر ہے۔ اور سجدہ ادب کا انتہائی مقام ہے۔ جب انسان اپنے آپ کو فنا کی حالت میں ڈال دیتا ہے اُس وقت سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ افسوس اُن نادانوں اور دنیا پرستوں پر جو نماز کی ترمیم کرنا چاہتے ہیں اور رکوع سجود پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ تو کمال درجہ کی خوبی کی باتیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان اُس عالم سے حصّہ نہ رکھتا ہو جہاں سے نماز آتی ہے تب تک انسان کے ہاتھ میں کچھ نہیں۔"

(جلد نہم صفحہ ۱۰۹ و ۱۱۰)

مضطر کی تسکین کا باعث اور کمزور طبائع کی ڈھارس دعا ہی ہے

نبی کریمؐ کی تعلیم اور سابقہ راستبازوں کے تجربہ کی بناء پر دعا ہی کو ذریعہ بنانا چاہیئے

حضرت الحاج حکیم مولانا نورالدین صاحب فرماتے ہیں:۔

"دعا ایک بڑی عظیم الشان طاقت والی شے ہے۔ علاوہ ابراہیم علیہ السّلام کے جب دوسرے بیٹوں کی کامیابیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ان کا باعث بھی صرف دعا ہی کو پاتے ہیں۔ وہ دعا ہی تھی جس نے حضرت آدمؑ کو کرب و بلا سے نجات دی۔ اور وہ دعا ہی تھی جس نے حضرت نوح علیہ السّلام کی کشتی کو پار لگایا۔ قرآن شریف کی ابتداء میں بھی اھدنا الصراط المستقیم اور انتہا بھی دعا ہی پر ہے۔ یعنی اعوذ برب النّاس۔ جب ہم نبی کریم علیہ السّلام کی زندگی پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، نماز ادا کرنے، سودا سلف لانے، بات چیت کرنے غرضیکہ ہر ایک کی ابتداء دعا ہی سے ہے۔ پس خوب یاد رکھو کہ مضطر کی تسکین کا باعث اور کمزور طبائع کی ڈھارس بھی دعا ہے۔ جب انسان کسی غرض کی تکمیل کیلئے ظاہری سامان مہیا کرتا ہے تو اُسے یہ علم ہرگز نہیں ہوتا کہ اس سے ضرور وہ غرض حاصل ہو جاوے گی۔ کیونکہ سامان کے بہم پہنچ جانے کے بعد اور مخفی در مخفی ایسے اسباب اور واقعات کی ضرورت ہوتی ہے جس پر اس کا علم ہرگز محیط نہیں ہوتا۔ تو اس وقت صرف دعا ہی ایک ذریعہ ہوتا ہے جس سے وہ اپنی غرض مطلوبہ کے حاصل کرنے کے لئے امداد طلب کر سکتا ہے اور اسی سے مخفی در مخفی اسباب میسّر ہو جاتے ہیں جن سے اس غرض کی تکمیل ہوتی ہے۔

بعض کمزور طبائع جو کہ دعا کی اس خوبی سے ناواقف ہیں ان کو چاہیئے اور لازم ہے کہ اسے ایک مجرب نسخہ مان کر استعمال کریں۔ کیونکہ یہ ہزار ہا راستبازوں کا تجربہ کیا ہوا ہے۔ طبابت میں بھی عمدہ اور اعلیٰ نسخہ وہی ہوتا ہے جو بہت سے بیماروں پر مفید ثابت ہوا ہو۔ اور اگرچہ ایک دو کو مضر بھی ہو۔ لیکن فائدہ کی کثرت اس کے عمدہ ہونے پر کافی دلیل ہوتی ہے یہی حال دعا کا ہے ...... پس مومن کو چاہیئے کہ نبی کریمؐ کی تعلیم سے اور سابقہ راستبازوں کے تجربہ کی بناء پر دعا کو ذریعہ بنا دے۔ اور اپنی کمزوری کی آگاہی کے لئے بھی دعا ہی کرے تو اُسے معلوم ہوگا کہ دعا کیسی عجیب اور ضروری شے ہے۔ دعا کے ساتھ خدا تعالیٰ نے صبر کی بھی تعلیم دی ہے۔ کیونکہ بعض وقت مصلحتِ الٰہی سے جب دعا کی قبولیت میں دیر ہوتی ہے تو انسان اللہ تعالیٰ پر سوء ظن کرنے لگتا ہے اور نفسِ دعا کی نسبت اُسے شکوک اور شبہات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے استقلال اور جناب الٰہی پر حسنِ ظن رکھے۔"

(خطبہ عید الفطر۔ فرمودہ ۹ دسمبر ۱۹۰۴ء۔ خطباتِ نور جلد اوّل صـ۲۰۳)

بقیہ: خطبہ حضور صفحہ اوّل سے آگے

نے سورۃ البقرہ کی آیات ۲۶۲ تا ۲۶۵ کی تلاوت فرمائی بعد ازاں فرمایا کہ ان آیات میں مالی قربانی کے آداب بھی سکھائے گئے ہیں اور مقبول مالی قربانی کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو فضل نازل ہوتے ہیں، ان کا ذکر بھی فرمایا گیا ہے۔

حضور نے فرمایا: پہلی آیت میں مومن کے انفاق فی سبیل اللہ کی جو تصویر کھینچی گئی ہے، اس پر غور کرنے سے عموماً ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہاں مومن کی مثال نہیں بلکہ مومن کے اموال کی مثال دی گئی ہے۔ اور صرف اسی قدر ذکر ہے کہ خدا کی راہ میں قربانی کے نتیجہ میں مومن کے اموال بڑھتے ہیں۔ فرمایا: یہ درست نہیں کیونکہ یہاں مَثَلُ الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ فرمایا ہے یعنی وہ لوگ جو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ .... اس سے مضمون میں وسعت پیدا ہوجاتی ہے۔ اور یہ مثال خرچ کرنے والوں پر بھی صادق آتی ہے اور ان چیزوں پر بھی صادق آتی ہے جو وہ خرچ کرتے ہیں۔

حضور نے فرمایا: اس میں انفاق فی سبیل اللہ کا منظر اس طرح پیش فرمادیا گیا ہے کہ خرچ کرنے والوں کی تصویر بھی آنکھوں کے سامنے ابھر آتی ہے۔ اور جو وہ خرچ کرتے ہیں اور جس ادا سے خرچ کرتے ہیں، وہ نقشہ بھی آنکھوں کے سامنے اُبھر آتا ہے۔ اور اس سے اگلی آیات میں خرچ کرنے والوں کی ادائیں بھی بیان کر دیں اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل جس طرح پر نازل ہوتے ہیں اس کو بھی بیان کر دیا ہے۔

اس ضمن میں حضور نے لفظ "حَبَّة" کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرمایا: دنیا میں بعض پھلوں کے بیج ردّی اور پھینک دینے کے لائق ہوتے ہیں۔ اور ان کے اوپر کے غلاف کو پھل کہا جاتا ہے جو کھایا جاتا ہے جیسے آم۔ اور بعض پھلوں کے غلاف کو ردّی اور بیج کو کھانے کے لائق سمجھا جاتا ہے جیسے بادام۔ لیکن حبّة وہ دانے ہیں جو اپنی ذات میں پھل بھی ہیں اور بیج بھی۔ اور ان کے درمیان پھل اور بیج کے لحاظ سے کوئی بھی تفریق نہیں ہوسکتی۔ کلیتہً سارے کا سارا کھانے کے لائق بھی ہے اور سارے کا سارا بیج بھی ہے

فرمایا: خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کی مثال کے طور پر اس سے بہتر مثال دی ہی نہیں جا سکتی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو وہ خرچ کرتے ہیں، اس کا پھل بھی ان کو ملتا ہے (لیکن وہ پھل ایسے بیج کی صورت میں ملتا ہے جو ردّی نہیں بلکہ خود آگے بڑھنے والا ہے۔ اور مزید پھل اور بیج پیدا کرنے والا ہے) اور ان کے نفوس اور رزق میں برکت بھی ڈالی جاتی ہے اور خدا کا فضل ایک ایسے جاری وساری پھل کی صورت میں انہیں ملتا ہے جسے کوثر بھی کہا گیا ہے یعنی ایک نہ ختم ہونے والا سرچشمہ ان کو عطاء ہوتا ہے۔ اور پھر جتنا وہ خدا کے عطا کردہ پھلوں میں سے خرچ کرتے چلے جاتے ہیں، اتنا ہی ان کا پھل بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور ان کا بیج بھی بڑھتا ہے۔

حضور نے فرمایا: یہ وہ مثال ہے جو الٰہی جماعتوں پر پوری طرح صادق آتی ہے اور الٰہی جماعتوں کے انفاق فی سبیل اللہ کو دوسرے لوگوں کے انفاق سے الگ اور ممتاز کرکے دکھاتی ہے

فرمایا: جماعت احمدیہ کے ساتھ بھی انفاق کے معاملہ میں خدا کا یہی سلوک ہے۔ اگلی آیات کی تشریح کے ضمن میں ربوہ کے لفظ پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ بعید نہیں کہ ربوہ سے یہاں اہلِ ربوہ کی طرف اشارہ ہو۔ یعنی ایک زمانہ آنے والا ہے کہ ایسے قربانی کرنے والوں کے لئے، جن کی قربانیاں ربوہ کی مرکزیت کے تابع ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان میں غیر معمولی برکت ڈالے گا۔ اور اگر بارش کا سماں نہ بھی ہو تو شبنم بھی ان کے لئے بارش کی طرح نشوونما کا موجب بن جائے گی۔

فرمایا: آج کا خطبہ نئے مالی سال کا پہلا خطبہ ہے۔ اس لحاظ سے میں نے ان آیات کا انتخاب کیا ہے کہ جماعت کو مختصراً ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ یہ خوشخبری بھی دوں کہ آپ کے حق میں قرآن کریم کی یہ خوشخبری بہرحال پوری ہوچکی ہے اور جماعتِ احمدیہ کی مالی قربانی پر یہ آیت ہر پہلو اور تفصیل کے ساتھ چسپاں ہو رہی ہے۔ چنانچہ پاکستان میں ان مشکلات کے دور میں، جبکہ جماعت پر مالی لحاظ سے اور قربانی کی استعداد کے لحاظ سے وہ موسم تو نہیں جسے موسلا دھار بارش کا موسم کہا جاتا ہے۔ وہاں تو بنیادی لحاظ سے "طَلّ" (تھوڑی سی بارش) کا موسم ہے لیکن پھر بھی خدا نے جماعت کو غیر معمولی قربانی کی توفیق بخشی ہے۔ اور بجٹ کے مقابلہ میں جو کہ بعض حالات کی وجہ سے دو کروڑ پندرہ لاکھ سے بڑھا کر دو کروڑ ۲۵ لاکھ کر دیا گیا تھا۔ ۲ کروڑ ۵۴ لاکھ ۴۶ ہزار روپے کی وصولی ہوئی ہے۔ اور بیس لاکھ روپیہ

بجٹ سے زیادہ عطا فرما کر اللہ تعالیٰ کے فضل کی طَل (تھوڑی سی بارش) نے حیرت انگیز نمونہ دکھایا ہے۔

حضور نے فرمایا: میں اس کو پھل نہیں بلکہ بیج سمجھ رہا ہوں جو جماعت کے نفوس اور اموال کا بیج ہے۔ اس لئے یہ ایک دانے کے سات سو دانے ایسے نہیں جو پھل کے طور پر کھا لئے جائیں گے بلکہ یہ وہ دانے ہیں جو بیج کے طور پر دوبارہ پھل اگائیں گے اور جتنی مرتبہ جماعت ان کا ایک حصہ دوبارہ خدا کے فضلوں کی زمین پر پھینکتی رہے گی اسی طرح کثرت کے ساتھ سینکڑوں گنا بن کر یہ دوبارہ جماعت کو عطا ہوتے رہیں گے۔

فرمایا یہ اللہ کی رضاء کا معاملہ ہے اپنے بندوں کے ساتھ، اپنے ان بندوں کے ساتھ جن کی قربانیوں کو وہ قبول فرماتا ہے۔ اور خدا کی راہ میں سچی اور خالص قربانی کرنے والوں کے ساتھ ہمیشہ بلا استثنا رہی سلوک ہوا ہے۔

آخر میں حضور نے سلسلہ کے اموال خرچ کرنے والوں اور چندہ دینے والوں، دونوں کو تقویٰ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا: کہ خرچ کرنے والے ان اموال کو جن کو قربانی کرنے والے محض لِلّٰہ پیش کرتے ہیں، تقویٰ کے ساتھ خرچ کریں اور ان کی امانت کا حق ادا کریں تو جماعت کو بے حد بڑھتی چلی جانے والی بے شمار برکتیں عطا ہوں گی۔ اور تقویٰ سے خرچ کرنے والوں سے خدا ایسا ہی سلوک فرمائے گا جیسے انہوں نے اپنی جیب سے خود یہ مالی قربانی کی ہے۔ اس کے نتیجہ میں وہ اموال جہاں خرچ کئے جائیں گے، ان اخراجات میں بھی بے شمار برکت ہو گی اور نتائج بھی بہت زیادہ شاندار نکلیں گے کیونکہ جو تقویٰ اختیار کر کے انفاق فی سبیل اللہ کرتے ہیں ان کے حق میں یہ مضمون پورا ہوتا ہے کہ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ کہ اللہ جس کے لئے بھی چاہتا ہے اس سے بھی بڑھا چڑھا کر دیتا ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ مغربی جرمنی کے چوتھے سالانہ اجتماع کا انعقاد

ایک ہزار سے زائد خُدام و اطفال کی شرکت

مجلس خدام الاحمدیہ مغربی جرمنی کا چوتھا سالانہ اجتماع مورخہ ۸، ۹، ۱۰ مئی ۱۹۸۶ء کو مغربی جرمنی کے شہر گروس گراؤ میں واقع نئے مشن ہاؤس ناصر باغ میں کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ امسال اس اجتماع میں ۹۵۰ خدام، ۱۸۰ اطفال نے شرکت کی اور اس اجتماع سے مستفید ہوئے۔ ہالینڈ کے ملک سے بھی ۲ خدام نے شرکت کی۔ جبکہ ۳۰ انصار بطور زائر کے شامل ہوئے۔ اس اجتماع کی ایک خاص بات یہ تھی کہ ۸ خدام سائیکلوں پر سفر کرتے ہوئے مقام اجتماع تک پہنچے جن میں سے چار خدام نے ۵۷۶ کلومیٹر کا فاصلہ ۷ دن میں طے کیا، ۳ خدام ۱۵۰ کلومیٹر اور ایک خادم نے ۱۲۵ کلومیٹر کا فاصلہ سائیکل پر طے کیا۔

اس اجتماع میں پہلی بار مجلس خدام الاحمدیہ مغربی جرمنی کی مجلس شوریٰ کا انعقاد بھی عمل میں آیا جس میں ۸۰ نمائندگان شامل ہوئے۔ اجتماع کا افتتاح مکرم بشارت احمد صاحب محمود مربی سلسلہ مقیم کولون نے کیا۔ اجتماع کے دوران مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ نماز تہجد اور درس و تدریس کا سلسلہ بھی دورانِ اجتماع جاری رہا۔ خدام بڑے ذوق و شوق کے ساتھ ان تمام پروگراموں میں شامل ہوتے رہے۔ اجتماع کے آخری روز اختتامی اجلاس کی صدارت مکرم ملک منصور احمد صاحب عمر مربی انچارج، نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مغربی جرمنی نے کی اور مختلف مقابلوں میں پوزیشن لینے والے خدام میں انعامات تقسیم فرمائے۔

خدام کے ساتھ اطفال کا بھی اجتماع منعقد ہوا جس میں ۸۰ اطفال شامل ہوئے اطفال کے اجتماع کا افتتاح مکرم فلاح الدین خان صاحب نیشنل ناظم نے کیا۔ اطفال کے اجتماع میں بھی مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ اجتماع کا اختتامی اجلاس مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت کی صدارت میں ہوا انہوں نے اجتماع کے اختتام پر اطفال میں انعامات تقسیم کئے۔ یہ ہر دو اجتماعات خدا کے فضل سے ہر لحاظ سے کامیاب رہے۔

ابتلاء کو انعام سے خاص نسبت ہے پیہم ملنے والے انعامات پر راضی رہنے کی عادت ڈالیں

ہالینڈ اور بیلجیم میں نئے عظیم الشان مشنوں کا افتتاح اور انکی آبادی کے خدائی سامان

حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ ستمبر ۱۹۸۵ء سے ایک اقتباس

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے ۲۰ ستمبر ۱۹۸۵ء کو جو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تھا اس خطبہ کا ایک اقتباس ذیل میں پیش ہے۔

"جماعت احمدیہ آج کل جس ابتلاء میں سے گزر رہی ہے بعض لوگوں کی نظر اس ابتلاء پر ہے وہ بے قرار رہتے ہیں کہ کب یہ دور ختم ہوگا لیکن اللہ کے انعامات پر بھی نظر کرنی چاہیئے کہ کس کثرت کے ساتھ اور کس تیزی کے ساتھ نازل ہو رہے ہیں۔ دراصل ابتلاء کو انعام سے خاص نسبت ہے۔ اس لئے ابتلاء کے لمبا ہونے کی دعا کرنے کے لئے تو میں نہیں کہتا۔ لیکن ابتلاء کے دوران خدا کی رضا پر خدا کے انعامات پر راضی ہونے کی عادت ڈالنی چاہیئے اور کثرت کے ساتھ خدا کی حمد کرنی چاہیئے اور اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ہالینڈ میں خدا تعالیٰ نے ہمیں جو مرکز عطا فرمایا ہے آپ اس کو دیکھیں گے تو حیران ہوں گے کہ کتنی شاندار جگہ ہے۔ کیسی خوبصورت جگہ ہے کتنی عظیم اور وسیع جگہ ہے اور اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے علاقے کے لوگوں میں توجہ بھی پیدا فرمادی اور جس کثرت کے ساتھ وہاں کے معززین تشریف لائے اور جس قسم کے اظہار انہوں نے کئے اس سے اس جماعت کی امیدیں بہت بڑھ گئی ہیں۔ پھر ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے بعض عرب معززین کی توجہ بھی اس طرف پھیر دی اور وہ بھی آئے اور آئندہ کے لئے مراسم بڑھائے۔ بعض ملکوں کے دوست ایسے ہیں جن کے ساتھ بہت سے گروہ ہیں وہ مستقل رابطہ رکھنے کا عہد کر کے گئے ہیں بلکہ خود مطالبہ کیا ہے کہ ہمیں مزید لٹریچر مہیا کیا جائے۔ تو جہاں خدا وسیع جگہیں عطا فرما رہا ہے وہاں وسیع جگہوں کو بھرنے کے لئے لوگوں کے دل بھی ساتھ ساتھ پھیر رہا ہے اور یہ ایک جگہ نہیں ہر جگہ یہی سلسلہ جاری ہے۔

ہالینڈ میں تو پہلے ہی ایک لمبے عرصہ سے مشن قائم تھا۔ لیکن بیلجیم میں ..... کرائے کے مکان میں ... تھا۔ جماعت کے پاس باقاعدہ کوئی عمارت نہیں تھی۔ اس لحاظ سے اس امر کو ایک تاریخی حیثیت حاصل ہے کہ وہ پہلی عمارت جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک نئے ملک (یعنی بیلجیم) میں عطا فرمائی ہے اس کے افتتاح کا بھی بہت جلد (ہالینڈ میں) پہلے افتتاح کے بعد موقع مل گیا۔ اور وہ عمارت بہت ہی کشادہ اور وسیع ہے اس کے بڑے دو ہال ہیں اور رہائش کے لئے ایک بہت اعلیٰ دومنزلہ فلیٹ ہے اس کے ساتھ رہائش کے مزید کمرے ہیں۔ ساتھ غسلخانے اور ہر قسم کی سہولتیں ہیں۔ پھر اس کے دوسری طرف دفتر کے لئے بہت وسیع جگہ ہے۔ پھر اس عمارت میں زیر زمین بہت بڑی گنجائش بھی موجود ہے اس کے علاوہ مہمانوں کو ٹھہرانے کے لئے ایک کنارے پر کھلی جگہ ہے۔ ابھی عمارت کا قبضہ لیا ہے لیکن اسی تھوڑے سے عرصہ میں وہاں کے احباب نے تیاری کر کے پچاس مہمانوں کے لئے وہیں جگہ بنالی ہے۔ اگر اس کو پوری طرح استعمال میں لایا جائے اور وہاں ہر قسم کی سہولتیں مہیا ہو جائیں تو ایک بہت بڑا شاندار مرکز بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ یہ جتنی نئی جگہیں عطا فرما رہا ہے یہ اپنی گنجائش اور رقبے میں پرانے سب مراکز سے زیادہ بڑی وسیع ہیں۔ اس کے ساتھ بھی ایک بہت ہی خوبصورت اور وسیع باغ ہے۔ وہاں دور تک سیر کی جاسکتی ہے۔ اور وہ سارا اس عمارت کے ساتھ ہی ملحق ہے۔ اور ساتھ ہی اور رقبہ بھی مل رہا ہے ......

وہ علاقہ ساؤتھ ویسٹ یعنی جنوب مغربی علاقہ ہے اور ہے بھی بہت صاف ستھرا اور جرائم سے پاک اس میں رہنے والے مہذب اور تعلیم یافتہ لوگ ہیں۔

ایک لمبے عرصہ تک ...... وہاں لوگوں کو پہلے توجہ نہیں تھی لیکن جب سے مرکز کے لئے جگہ خریدی ہے اس علاقے کے لوگوں نے غیر معمولی تعاون کیا ہے۔ ہالینڈ کی طرح یہاں کے معززین بھی اردگرد سے ..... پھولوں کے تحائف لے کر آتے رہے ہے۔ بعض نے اور تحائف بھی پیش کئے۔ بعض مستقل پودے لگانے کے لئے لے کر آئے خدا نے دلوں میں اپنی محبت پیدا کر دی تھی کہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ یہاں بھی خدا تعالیٰ نے عربوں میں سے بعض معززین عطا فرمائے۔ ایک عرب پروفیسر ہیں ان کے دل کی کیفیت تو یہ ہوگئی تھی۔ کہ پہلے تو کہنے لگے کہ میں تو احمدی ہوں لیکن ابھی بیعت نہیں کروں گا۔ میں پہلے اور لوگوں کو تیار کروں گا۔ پھر وہ دوسرے دوستوں کو بھی لے کے آئے..... پھر دوبارہ دوسرے دوستوں کو لے کر آئے۔ ...... اور آخر میں ایک دوست جنہوں نے کچھ عرصہ پہلے بیعت کی تھی انہوں نے خواہش کا اظہار کیا کہ میں دستی بیعت کرنی چاہتا ہوں۔ اور جب دستی بیعت ہو رہی تھی تو انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے بھی فوراً دستی بیعت میں شمولیت کر لی۔ ان سے مزید علیحدگی برداشت نہیں ہوئی۔ وہ بڑے قابل آدمی ہیں ان کا ہزاروں پر اثر ہے اور بہت ہی معزز ہیں میں نے تو ہزاروں پر اثر بیان کیا ہے ان کا یہ بیان تھا کہ یہاں نئی لاکھ باشندے ہیں ہمارے ملک اور ساتھ کے ملک کے اور میں ان سب تک پیغام پہنچاؤں گا۔

جب خدا نئی زمینیں عطا کرتا ہے تو ساتھ زمینیں بھرنے والے بھی عطا کر دیتا ہے۔ یہ ہے اس کی شان۔ محاورہ ہے کہ کوئی کسی سے کچھ مانگے تو غریب آدمی پھر بہانے کے طور پر مزید بھی مانگتا رہتا ہے۔ کہ اونٹ دے لادنے والے بھی ساتھ دے" ہمارے تو مانگنے کے بہانے ہوتے ہیں اور خدا کی عطا کے اپنے بہانے ہوتے ہیں۔ وہ ایک چیز دیتا ہے تو اسکی ضروریات کے دوسرے حصے بھی خود بخود پورے کرتا چلا جاتا ہے چنانچہ بیلجیم کا مشن جو بہت دعاؤں کے ساتھ نیا کھولا گیا ہے اس کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ نے وہی شان دکھائی اور اسی طرح وعدے پورے کئے"

ناظمین اطفال حل شدہ پرچے جلد مرکز بھجوائیں

امید ہے آپ کے اضلاع کی تمام مجالس نے مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ امتحان کے پرچے اطفال سے حل کروا لئے ہوں گے تمام مجالس سے پرچے اکٹھے کر کے جلد مرکز میں بھجوانے کا انتظام کریں۔ (سیکرٹری تعلیم مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

درخواست دعا

۱۔ میرے والد محترم میاں اللہ دتہ صاحب سیکرٹری مال کرتو ضلع شیخوپورہ پھیپھڑے میں پانی پڑ جانے کی وجہ سے گلاب دیوی ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب والد صاحب کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(عبدالکریم قدسی۔ لاہور)

۲۔ میرے والد محترم شیخ ممتاز رسول صاحب چند دنوں سے دل کی تکلیف کی وجہ سے علیل ہیں۔

احباب جماعت درد دل سے ان کے واسطے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان کو جلد از جلد شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ (مبارکہ شاہین)

۳۔ خاکسار کے والد مکرم عبدالرشید درویش ایک عرصہ سے مختلف عوارض کی وجہ سے بیمار چلے آرہے۔ ان دنوں مغربی جرمنی میں ان کا علاج ہو رہا ہے لیکن تا حال مکمل افاقہ نہیں ہوا۔ احباب درد دل سے دعا کریں کہ شافی مطلق خدا والد صاحب کو صحت کاملہ عطا فرمائے

(عبدالرحمان احسن۔ دارالرحمت غربی ربوہ)

میرے والد مکرم محمود احمد سعید صاحب فاضل کافی عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں ابھی تک مکمل افاقہ نہیں ہوا رات سوتے وقت دل کی تکلیف ہو جاتی ہے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ والد صاحب کو جلد از جلد صحت کاملہ عطا فرمائے

(مسعود احمد پاشا کارکن خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

تبدیلی نام

میں نے اپنی بیٹی امۃ الاعلیٰ ماہم کا نام بدل کر مصباح مبشر رکھا ہے عزیزہ کو آئندہ اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

(محمد کریم مبشر دارالعلوم وسطی ربوہ)

وقفِ زندگی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ

امراء اضلاع، قائدین خدام الاحمدیہ و ناظمین انصار اللہ توجہ فرمائیں

وقفِ زندگی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی تحریک کے بارہ میں آپ کی خدمت میں درخواست کی گئی تھی اب پھر بطور یاد دہانی آپ کی خدمت میں درخواست ہے کہ میٹرک کے امتحان کا نتیجہ نکل چکا ہے لیکن گزشتہ سال کی نسبت اس سال ابھی تک بہت کم درخواستیں جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے موصول ہوئی ہیں۔ براہ مہربانی آپ اپنے حلقہ کے میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے پاس ذہین ہونہار، دین کی خدمت کا شوق رکھنے والے مخلص نوجوانوں میں وقفِ زندگی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی تحریک کی طرف خصوصی توجہ دے کر ممنون فرمائیں اور اپنے حلقہ سے زیادہ سے زیادہ طلبہ کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے بھجوانے کی کوشش فرمائیں۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے انٹرویو انشاء اللہ تعالیٰ ۲۳ اگست کو ہوگا۔ لیکن داخلہ کے لئے درخواستوں کے موصول ہونے کی آخری تاریخ ۷ اگست مقرر کی گئی ہے۔ داخلہ کے لئے درخواستیں ۷ اگست سے پہلے مقامی جماعت کے امیر یا صدر کی تصدیق کے ساتھ وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ میں پہنچ جانی چاہئیں تاکہ انٹرویو سے پہلے کوائف مکمل کئے جاسکیں۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے اصولاً امیدوار کی عمر ۱۷ سال یا اس سے کم اور تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن (۴۵ فیصد نمبر) ہونا ضروری ہے۔ ایف اے، بی اے اور ایم اے پاس کے لئے عمر اس سے زیادہ بھی ہوسکتی ہے۔ امیدوار اپنی درخواستوں میں اپنا نام، پتہ، عمر، تعلیم حاصل کردہ نمبر اور ڈویژن درج کریں۔

سیدنا حضرت فضلِ عمر وقفِ زندگی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے متعلق فرماتے ہیں:-

"میں جماعت کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے اخلاص کا ثبوت دے اور نوجوان زندگیاں وقف کریں۔ ہر احمدی گھر سے ایک نوجوان ضرور اس کام کے لئے پیش کیا جائے۔ مدرسہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے ہر سال کم از کم پچاس طالب علم آنے چاہئیں۔ سو ہوں تو بہتر ہے۔"

جماعت احمدیہ کے تیسرے امام سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب جامعہ احمدیہ میں طلبہ کی تعداد کو دیکھتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"ہمارے احمدی نوجوان زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنی زندگیاں خدمتِ دین کے لئے وقف کریں۔ اور یہاں مرکز میں رہ کر تربیت حاصل کریں اور اس کے بعد بیرونِ پاکستان اشاعتِ دین کا فریضہ ادا کریں۔ .... لیکن جس تعداد میں نوجوان جامعہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں اور ایک لمبے عرصہ تک تعلیم حاصل کر کے باقاعدہ مربی بنتے ہیں۔ اسے دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہماری ضرورت کے ہزارویں حصہ کو بھی پورا نہیں کر سکتے۔"

جامعہ احمدیہ میں طلبہ کی تعداد بڑھانے کے لئے مجلس مشاورت کا فیصلہ ہے۔

"ہر ضلع کی جماعت ۲۵۰ چندہ دہندگان پر کم از کم ایک میٹرک پاس طالب علم جامعہ احمدیہ میں برائے تعلیم بھجوائے۔"

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کو ان ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (وکیل الدیوان)

جملہ مجالس اطفال اپنی تجنید جلد مرکز کو ارسال کریں

۱۔ تمام قائدین و ناظمین اضلاع کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اپنے ضلع کی ان مجالس کا دورہ کریں جن کی تجنید اطفال ۸۶-۸۵ء ابھی تک مرکز کو نہیں بھجوائی گئی۔ اور ان مجالس کی تجنید دستی طور پر وصول کر کے جلد از جلد مرکز کو بھجوائیں۔

۲۔ جن مجالس میں اطفال کی تعداد زیادہ ہے وہاں پر دس دس اطفال کے حزب بنا کر ان پر ایک ایک سائق مقرر کریں۔

(سیکرٹری تجنید مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

— خط و کتابت کرتے وقت —
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

وصایا

ضروری نوٹ :- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۲۶۰۱۵ میں کبیر الدین طاہر ولد مولوی نور الدین صاحب قوم کلبنی پیشہ ملازمت عمر ۳۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گلشن اقبال کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۶/۱/۱۷ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ "فی الحال کوئی نہیں ہے"۔

اس وقت مجھے مبلغ تین ہزار ایک سو پچاس روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد : کبیر الدین طاہر ۱۷۳ اے بلاک ۵ گلشن اقبال کراچی ۴۷

گواہ شد نمبر ۱ - چوہدری صغیر احمد چیمہ سیکرٹری وصایا کراچی۔

" " ۲ - مولانا نور الدین منیر ولد مولوی چراغ دین والد موصی۔

مسل نمبر ۲۶۰۱۶ میں صوفیہ احمد بنت چوہدری ناصر محمد صاحب سیال قوم سیال - پیشہ طالب علمی عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمد ساکن دار الصدر شرقی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۵/۶/۱۶ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ "فی الحال کوئی نہیں ہے"۔

اس وقت مجھے مبلغ ۱۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ صوفیہ احمد بنت چوہدری ناصر محمد سیال دار الصدر شرقی ربوہ

گواہ شد نمبر ۱ - محمود احمد بنگالی صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

" " ۲ - خلیفہ صباح الدین صاحب مربی سلسلہ دفتر امور عامہ دار الیمن ربوہ

مسل نمبر ۲۶۰۱۷ میں جاوید اقبال ناصر ولد محمد سلیمان صاحب قوم آرائیں پیشہ تعلیم عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمد ساکن آف راجن پور حال ناصر ہوسٹل ربوہ - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۵/۱۱/۲۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ "فی الحال کوئی نہیں ہے"۔

اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد : جاوید اقبال ولد محمد سلیمان صاحب آف راجن پور حال ناصر ہوسٹل ربوہ

گواہ شد نمبر ۱ - عمر معاذ بن معاذ آف مالی جامعہ احمدیہ ربوہ۔

" " ۲ - مبشر احمد ایاز وصیت نمبر ۲۳۱۳۳

مسل نمبر ۲۶۰۲۲ - میں امۃ النصیر زوجہ حکیم مرزا محمد اصغر صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۳۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۵/۱۵ گول بازار ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۴/۹/۱۴ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن

احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) حق مہر ۱۰۰ روپے۔ طلائی زیورات وزنی ۱۰ تولہ ۳ ماشہ مالیتی ۲۱۶۶۰ روپے۔

اس وقت مجھے مبلغ ۵۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہونگی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیا کرتی رہونگی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ:- امۃ النصیر زوجہ حکیم مرزا محمد اصغر صاحب ۱۵/۱۵ گولبازار ربوہ۔ گواہ شد:- بشیر احمد سیالکوٹ ولد حبیب احمد وصیت نمبر ۶۳۶۳۔ گواہ شد:- فضل حق قریشی وصیت نمبر ۵۰۷۲

مسل نمبر ۲۶۰۲۳۔ میں محمد حنیف شاہد ولد چوہدری محمد شریف صاحب قوم جاٹ۔ پیشہ مربی سلسلہ عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن چھنیاں نزد ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۶/۳ ۲۷ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں۔ اس وقت مجھے ۶۰۰ روپے ماہوار بطور گزارہ الاؤنس مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد حنیف شاہد ساکن چھنیاں نزد ربوہ۔ گواہ شد قریشی صفدر علی ولد قریشی اللہ بخش چھنیاں متصل ربوہ کارکن وصیت۔ گواہ شد محمد شریف والد موصی۔

مسل نمبر ۲۶۰۲۴۔ میں راجہ محمد اکبر اقبال صاحب ولد راجہ محمد حسین صاحب قوم راجپوت پیشہ تعلیم عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن ۹/۱ محلہ باب الابواب ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۶/۱ ۱۵ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس

وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں - اس وقت مجھے مبلغ ایک صد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں - میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا - اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی - میری وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے - العبد - راجہ محمد اکبر اقبال ۹/۱ محلہ باب الابواب ربوہ - گواہ شد - محمد اعظم وصیت نمبر ۲۲۵۱۷ - گواہ شد - راجہ منیر احمد وصیت نمبر ۲۲۶۱۱ -

مسل نمبر ۲۶۰۲۵ - میں میاں معراج الدین ولد اروڑا صاحب قوم مغل پیشہ بے کار عمر ۶۵ سال بیعت ۱۹۵۲ء ساکن ۱۱/۱۷ دارالنصر وسطی ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۳/۸۶/۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی - اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے -

مکان نمبر ۱۱/۱۷ دارالنصر وسطی رقبہ ایک کنال - میرا حصہ ۱/۴ ہے - میرے حصہ کی قیمت پچاس ہزار روپے ہے - (۲) زرعی زمین ۷ کنال واقع موضع ستھیالہ ضلع فیصل آباد

اس وقت مجھے ۲۰۰ روپے ماہوار بصورت از پسر خود مل رہے ہیں اور مبلغ ۴۰۰ روپے سالانہ آمد از جائیداد مندرجہ بالا ہے - میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا - اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی

میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر بشرح حصہ ۱/۱۰ تمام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ معراج الدین مکان ۱/۱۲ دارالنصر وسطی ربوہ۔ گواہ شد۔ رشید احمد صدر محلہ دارالنصر وسطی ربوہ۔ گواہ شد۔ میاں اللہ دتہ سیکرٹری مال محلہ دارالنصر وسطی ربوہ۔

مسل نمبر ۲۶۰۲۶۔ میں شیخ حمید احمد صاحب ولد شیخ محمد رفیق صاحب قوم شیخ پیشہ سیل مین تجارت عمر ۴۰ سال ۹ ماہ ۸ دن پیدائشی احمدی ساکن ۱۰/۴۳ دارالعلوم وسطی ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۴/۸۶ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان ۳ مرلہ مالیتی پچاس ہزار روپے (۲) سائیکل مالیتی ۲۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے ۳۵۰ روپے ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ شیخ حمید احمد ولد شیخ محمد رفیق صاحب ۱۰/۴۳ دارالعلوم وسطی ربوہ۔ گواہ شد۔ شیخ محمد صدیق صاحب ولد محمد عبداللہ صاحب ۱/۲۲ دارالعلوم وسطی ربوہ۔ گواہ شد۔ مسعود احمد پسر موصی۔

مسل نمبر ۲۶۰۲۷۔ میں امۃ الحمید زوجہ شیخ حمید احمد قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۴۷ سال پیدائشی احمدی ساکن ۱۵/۴۳ دارالعلوم وسطی ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۴/۸۶ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ

قیمت درج کردی گئی ہے (۱) حق مہر ۵۰۰۰ روپے (۲) سلائی مشین مالیتی ۱۰۰ روپے اس وقت میں ۱۰ روپے ماہوار بطور ثواب ادا کرونگی میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ ۳/۸۶ ۲ سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ امۃ الحمید زوجہ شیخ حمید احمد ۱۰/۴۳ دارالعلوم وسطی ربوہ گواہ شد نمبر۱ شیخ حمید احمد خاوند موصیہ گواہ شد نمبر۲ فاروق احمد عمر پسر موصیہ

مسل نمبر ۲۶۰۳۸ میں بشریٰ بیگم زوجہ ریٹائرڈ صوبیدار شمس الدین قوم کھوکھر پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن دارالیمن شرقی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۸۶ ۲۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ــــ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) حق مہر ایک ہزار روپے (۲) ایک عدد طلائی انگوٹھی وزن تین گرام مالیتی ۵۸۰ روپے (۳) ایک طلائی لوکا مالیتی ۱۲۵ روپے (۴) سلائی مشین مالیتی ۳۰۰ روپے اس وقت میں اپنے خورد و نوش کی بنیاد پر ۱۰ روپے ماہوار ادا کرونگی میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ ۲/۸۶ ۲۸ سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ بشریٰ بیگم زوجہ صوبیدار شمس الدین ۲/۱۱ دارالیمن شرقی ربوہ گواہ شد نمبر۱ مظفر حسین صدر محلہ دارالیمن شرقی ربوہ عبدالحمید صاحب وصیت ۸۸۶۴۔

ضرورت خادم

"بیت القمر" محلہ دارالصدر غربی میں ایک خادم کی ضرورت ہے خواہشمند احباب مقامی امیر / صدر کی تصدیق کے ساتھ صدر محلہ سے رجوع کریں۔

(ملک محمد رفیق۔ صدر محلہ دارالصدر غربی ربوہ)

